مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ختمِ نبوّت

کراچی

ہفت روزہ

خصائل نبوی بر شمائل ترمذی

حضور اقدس ﷺ کے خضاب فرمانے کا ذکر۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رح

ابورمثہ رض کہتے ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے لڑکے کو ساتھ لے کر حاضر ہوا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا یہ تیرا بیٹا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہاں حضرت یہ میرا بیٹا ہے، آپ اس کے گواہ رہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اس کی جنایت کا بدلہ تجھ پر نہیں، اور تیری جنایت کا بدلہ اس پر نہیں۔ (فائدہ میں اسکی وضاحت آئے گی) ابورمثہ کہتے ہیں کہ اس وقت میں نے حضور اقدس کے بعض بالوں کو سرخ دیکھا۔ امام ترمذی کہتے ہیں کہ خضاب کے بارے میں یہ حدیث سب سے زیادہ صحیح اور واضح ہے۔

فائدہ زمانہ جاہلیت کا دستور تھا کہ بیٹا باپ کے جرم میں ماخوذ ہو جاتا تھا۔ ابورمثہ رض نے اسی قاعدہ کی بناء پر یہ عرض کیا تھا کہ کبھی اس امر کی ضرورت پیش آوے تو آپ اس کے گواہ رہیں کہ واقعی یہ میرا بیٹا ہے۔ حضور نے زمانہ جاہلیت کی اس رسم کا رد فرماتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ اسلام کا یہ قاعدہ نہیں کہ کوئی کسی کا ماخوذ ہو۔ بجرم ہے۔ لا تزر وازرة وزر اخرٰی کوئی شخص دوسرے کے بوجھ کا ذمہ دار نہیں۔

۲۔ حدثنا سفیٰن ابن وکیع قال اخبرنا ابی عن شریک عن عثمان بن موھب قال سئل ابو ھریرۃ ھل خضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابو عیسی وروی ابو عوانۃ ھذا الحدیث عن عثمان بن عبد اللہ بن موھب فقال عن ام سلمۃ۔

ابوہریرہ رض سے کسی شخص نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب کیا انہوں نے کہا کہ ہاں کیا

۳۔ حدثنا ابراھیم بن ھارون قال انبأنا النضر بن زرارۃ عن ابی جناب عن ایاد بن لقیط عن الجہذمۃ امراۃ بشیر بن الخصاصیۃ قالت انا رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج من بیتہ ینفض راسہ وقد اغتسل وبراسہ ردع او قال ردع من حناء شک فی ھذا الشیخ۔

ترجمہ جہذمہ رض جو بشیر بن خصاصیہ کی بیوی ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مکان سے باہر تشریف لاتے ہوئے دیکھا (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل فرمارکھا تھا اس لئے سر مبارک جھاڑ رہے تھے۔ اور آپ کے سر مبارک پر حنا کا اثر تھا

۴ حدثنا عبد اللہ بن عبد الرحمٰن انبأنا عمرو بن عاصم حدثنا حماد بن سلمۃ انبأنا حمید عن انس قال رایت شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخضوبا قال حماد واخبرنا عن عبد اللہ بن محمد بن عقیل قال رأیت شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند انس بن مالک مخضوبا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کو خضاب کیا ہوا دیکھا۔

فائدہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب میں مختلف روایتیں ہیں جیسا کہ مفصل گذر چکا ہے۔ لیکن اس روایت میں ایک خاص اشکال ہے وہ یہ کہ اس سے پہلے باب کی سب سے پہلی حدیث میں خود حضرت انس رض سے خضاب کی نفی مذکور ہو چکی ہے لیکن دونوں روایتیں اگر صحیح مان لی جائیں تو مختلف اوقات پر محمول ہو سکتی ہے۔

بقیہ: دیوبند کانفرنس

نظام اسلامی نظام کو تسلیم نہیں کریں گے ہمارا تو عقرا میٹر بھی یہی ہے مولانا نے آخر میں دیوبند میں مجلس کی کارگزاریاں اور کامیابیاں تفصیل سے بیان فرمائیں۔

عصر کے بعد حضرت مولانا خان محمد صاحب نے تمام کیمپوں کا معائنہ فرمایا۔ مولانا جمال اللہ نے ابا ڑو سندھ کے مسند حضرت سے دعا کی درخواست کی اس پر مولانا نے ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائی پھر آپ تشریف لے گئے آخر میں آپ نے کانفرنس کی کامیابی کیلئے اجتماعی دعا فرمائی۔

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم

سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مدیر مسئول

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت

مفتی احمد الرحمان

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر

مولانا بدیع الزمان

مولانا منظور احمد الحسینی

مینجر

علی اصغر چشتی صابری ، ایم - اے - ایل - ایل - بی

فی پرچہ ۱- ڈیڑھ روپیہ

بدل اشتراک

سالانہ ———— ۶۰ روپیہ

ششماہی ———— ۳۵ روپیہ

سہ ماہی ———— ۲۰ روپیہ

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب ———— ۲۱۰ روپیہ

کویت ، دوہا ، شارجہ دوبئی ، اردن اور

شام ———— ۲۲۵ روپیہ

یورپ ———— ۲۹۵ روپیہ

آسٹریلیا ، امریکہ ، کینیڈا ———— ۲۴۰ روپیہ

افریقہ ———— ۲۱۰ روپیہ

افغانستان ، ہندوستان ———— ۱۶۵ روپیہ

رابطہ دفتر

دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ پرانی نمائش کراچی ۳

ناشر : عبدالرحمٰن یعقوب باوا

طابع : حکیم الحسن نقوی انجمن پریس ، کراچی

مقام اشاعت : ۲۰/A سائرہ مینشن ایم اے جناح روڈ ، کراچی

فہرست

جلد ۱ شمارہ ۲۲

۱- خصائل نبوی ؐ	شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب ؒ	۲
۲- ابتدائیہ	مولانا محمد یوسف لدھیانوی	۴
۳- مسیلمہ کذاب	مولانا تاج محمود صاحب	۵
۴- جنوبی افریقہ کے مقدمہ کی روداد	مسعود ساجد	۷
۵- کوئٹہ کانفرنس		۱۰
۶- لیاقت علی خان کے قتل کی سازش	ابو فیض	۱۲
۷- تراشے	مولانا عطاء الرحمٰن	۱۵
۸- مرزائیوں کا نماز جنازہ	مولانا محمد یوسف لدھیانوی	۱۶
۹- ربوہ کانفرنس	منظور احمد الحسینی	۱۷
۱۰- حضرت بزرگ کی یادگار تحریر	مولانا محمد یوسف نزروی	۲۱
۱۱- کفریات مرزا	مولانا نور محمد خان	۲۲
۱۲- نعت	حافظ لدھیانوی	۲۴

۱۸ محرم الحرام تا ۲۴ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ بمطابق

۵ نومبر تا ۱۱ نومبر ۱۹۸۲ء

شعبہ کتابت

حافظ محمد عبدالستار واحدی

حافظ محمد اکرام الحمید

غلام یٰسین تبسم

 ابتدائیہ

توہین انبیاء کفر ہے

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی جماعت اس کائنات میں سب سے افضل و اکمل اور مقدس ترین جماعت ہے ۔ جسے اللہ تعالیٰ نے منصب رسالت و نبوت کے لئے منتخب کیا ہے ۔ ان میں سے کسی ایک کی تحقیر و تنقیص چونکہ اس منصب رفیع کی توہین ہے ۔ اس لئے باجماع امت یہ بدترین کفر و ارتداد ہے ۔ جیسا کہ قاضی عیاض مالکیؒ اپنی بے نظیر کتاب " الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم" میں حافظ ابن تیمیہ الحنبلی نے " الصارم المسلول علیٰ شاتم الرسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم" میں ، شیخ تقی الدین السبکی الشافعیؒ نے " السیف المسلول علیٰ من سب الرسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم " میں ، شیخ ابن عابدینؒ الحنفی نے " تنبیہ الولاۃ والحکام " میں اور ان سب سے پہلے الامام المجتہد ، قاضی ابو یوسفؒ نے " کتاب الخراج " میں اس کی تصریح کی ہے کہ ایسا شخص مرتد اور واجب القتل ہے ۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر و ارتداد کے وجوہ بے شمار ہیں ۔ ان میں سے ایک خبیث ترین سبب یہ ہے کہ مرزا صاحب نے قریب قریب تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی مختلف عنوانات سے تنقیص کی ہے ۔ خصوصاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں تو مرزا صاحب نے ایسی گستاخیاں کی ہیں جن سے پہاڑوں کے جگر شق ہو جائیں ، قادیانی امت ، مرزا صاحب کی ان مغلظات پر تاویلات کا پردہ ڈالنا چاہتی ہے ، لیکن تاویلات کے ذریعہ سیاہ کو سفید کر دکھانا ۔ رات کو دن ثابت کرنا اور کفر و ارتداد کو عین اسلام جتانا ناممکن ہے ۔

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حق تعالیٰ شانہ جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے ایک رسالہ بنام حضرت مسیح علیہ السلام مرزا قادیانی کی نظر میں دیجیے حال ہی میں مجلس تحفظ ختم نبوت نے شائع کیا ہے ۔ میں ایک طرف عیسیٰ علیہ السلام کے اس مقام و مرتبہ کی راہنمائی فرمائی ہے ۔ جو قرآن کریم کی آیات بینات سے ثابت ہے ۔ اور دوسری طرف مرزا غلام احمد قادیانی کی ان دل خراش اور ایمان سوز عبارتوں کو جمع کر کے ان تمام تاویلات اور معذرتوں کا جائزہ لیا ہے ۔ جو اس سلسلہ میں خود مرزا صاحب یا ان کے مریدوں کی طرف سے پیش کی جاتی ہیں ۔ جن لوگوں کی قسمت میں ایمان نہیں یا جنہوں نے مرزا صاحب کی " محبت میں عقل و شعور کے سارے دریچے بند کر لئے ہیں ۔ (ختم اللہ علیٰ قلوبھم وعلیٰ سمعھم وعلیٰ ابصارھم غشاوۃ) ان کے حق میں کوئی تدبیر کارگر نہیں ہو سکتی ۔ لیکن جن کے دل اس حق و انصاف کی کوئی رمق یا عقل و شعور کی ادنیٰ حس بھی موجود ہے ۔ اگر وہ اس رسالہ کا ٹھنڈے دل سے مطالعہ کریں گے ۔ تو ان پر انشاء اللہ یہ بات عیاں ہو جائے گی کہ مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تحقیر و تنقیص کر کے اپنے لئے کونسا مقام منتخب کیا ہے ؟ باقی صفحہ ۲۰ پر

مُسیلمہ کذّاب

ایک عیار و فتنہ گر متبنّی جس نے زمانہ میں ہلچل مچا رکھی تھی

از حضرت مولانا تاج محمد صاحب ، فقیر والی

اسلام کے قرن اول میں جن لوگوں نے خانہ ساز نبوت کا باد ... دہ کر بندگان خدا کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ان میں مسیلمہ ابن کبیر بن حبیب کا نام سر فہرست ہے مسیلمہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی نبوت کا دعویٰ کیا دعویٰ کے وقت اسکی عمر سو سال سے زائد تھی اور عمر کے لحاظ سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد محترم حضرت عبداللہ سے بھی بڑا تھا۔

جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ڈنکا چار دانگ عالم میں بجا تو مسیلمہ نے بھی وفد بنی حنیفہ کے ہمراہ آکر آپ کی بیعت کی ، بیعت کرنے کے بعد یہ درخواست پیش کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُسے اپنا جانشین مقرر فرمائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کھجور کی ایک ٹہنی پڑی تھی آپ نے فرمایا اے مسیلمہ اگر تم امر خلافت میں یہ شاخ بھی طلب کرو تو میں تمہیں دینے کو تیار نہیں ، جب اس جواب سے مسیلمہ مایوس ہوا تو اس کے دل میں خود نبوت کی دُکان کھولنے کے خیالات نے غلبہ پالیا۔ مدینہ منورہ سے وہ یمامہ پہنچا اہل یمامہ کو یقین دلایا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے اپنی نبوت میں شریک کر لیا ہے ، اپنی قوم کو اس نے وحی والہام کے افسانے سنا سنا کر رام کرنے کی کوشش کی۔ حتّٰی کہ اکثر کج فہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ساتھ ساتھ مسیلمہ کی نبوت کے بھی قائل ہو گئے۔ (آئمہ تلبیس)

جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسیلمہ کی ان سرگرمیوں کی اطلاع پہنچی تو آپ نے قبیلہ بنو حنیفہ کی ایک ممتاز شخصیت رجال ابن عنفوہ کو یمامہ بھیجا کہ وہ مسیلمہ کو سمجھا بجھا کر راہ راست پر لائے ۔ یہ شخص کچھ عرصہ پیشتر یمامہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آیا تھا ۔ جس وقت یہ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق مدینہ سے یمامہ پہنچا تو اس نے بجائے اس کے کہ مسیلمہ کو کچھ سمجھاتے الٹا مسیلمہ کی نبوت کا اعتراف اقرار کر لیا بلکہ اپنی قوم سے بیان کیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مسیلمہ نبوت میں میرا شریک ہے ۔ قبیلہ بنو حنیفہ اسکی شہادت پر ایمان لے آئے اور سب کے سب مرتد ہو گئے۔

تھوڑے دنوں بعد بنو حنیفہ کا ایک وفد مدینہ منورہ آیا انہوں نے مسیلمہ کی تعریف و تقدیس میں غلو سے کام لیا تو آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کہ ”مسیلمہ ان تیس کذابوں میں سے ایک کذاب ہے جو دجال اعور سے پہلے ظاہر ہونے والے ہیں“ اس وقت سے مسلمان مسیلمہ کو مسیلمہ کذاب کے نام سے پکارنے لگے۔

مسیلمہ نے اپنی قوم کے دو آدمیوں کو اپنا خط دے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ منورہ بھیجا۔ خط کے الفاظ یہ تھے :-

”من مسیلمہ رسول اللہ ۔

اما بعد ۔ فانی قد اشرکت معک فی الامر وان لنا نصف الارض والعرب نصفہا ولکن قریشا قوم یعتدون ۔

ترجمہ :- مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے !

معلوم ہو کہ میں امر نبوت میں آپ کا شریک کار ہوں ۔ (عرب کی) سرزمین نصف ہماری اور نصف قریش کی ہے ، لیکن قریش کی قوم زیادتی اور بے انصافی کر رہی ہے “

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں قاصدوں سے دریافت فرمایا کہ مسیلمہ کے بارے میں تمہارا کیا عقیدہ ہے ؟ انہوں نے کہا کہ ہم بھی وہی کہتے ہیں جو ہمارے پیغمبر (مسیلمہ) نے ارشاد فرمایا ہے ، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر قاصد کا قتل کرنا جائز ہوتا تو میں تم دونوں کی گردن اڑا دیتا۔

مسیلمہ کے خط کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جواب دیا :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

من محمد الرسول اللہ الی مسیلمۃ الکذاب !

سلام علی من اتبع الھدیٰ اما بعد فان الارض للہ یورثہا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین ۔

ترجمہ :- بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ [illegible]

کذاب! سلام اس شخص پر ہو جو ہدایت کی پیروی کرے۔ اس کے بعد معلوم ہو کہ زمین اللہ کی ہے اور اپنے بندوں میں سے جسکو چاہتا ہے اس کا مالک بنا دیتا ہے، اور عاقبت کی کامرانی متقیوں کیلئے ہے۔)

مسیلمی لوگ ماہ رمضان کے روزے نہیں رکھتے بلکہ اسکی ممانعت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ روزہ کی جگہ شب رکھنا چاہئے۔ اور وہ یہ ہے کہ غروب سے لیکر طلوع آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے پرہیز کریں۔ مسیلمہ نے تین نمازیں ظہر، عصر اور مغرب مقرر کیں۔ (آئمہ تلبیس ص۳۳)

مسیلمہ کا کلام وحی ایسا مضحکہ خیز ہے کہ ارباب ذوق سلیم کی مخلیں مارے ہنسی کے لوٹ جاتی ہیں اس نے سورۂ فیل کے جواب میں لکھا تھا۔ الفیل وما الفیل له ذنب دبیل وخرطوم طویل۔ ان ذٰلك من خلق ربنا الجلیل (ہاتھی اور وہ ہاتھی کیا ہے اسکی بزناد اور سونڈ لمبی ہے، یہ ہمارے رب جلیل کی مخلوق ہے۔)

ایک دفعہ ایک شخص نے مسیلمہ سے ذکر کیا کہ حضرت سیدنا کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے سر پر ہاتھ پھیرا کرتے تھے مسلمہ نے بھی معجزہ نمائی کے طور پر بنی حنیفہ کے چند بچوں کے سروں پر ہاتھ پھیرا مگر اس کا معکوس اثر ظاہر ہوا کہ تمام لڑکے گنجے ہو گئے اور تتلانے لگے۔

ایک دفعہ مسیلمہ نے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن سے آشوب چشم اچھا ہو گیا۔ مسیلمہ نے بھی کسی مریض کی آنکھ پر آب دہن لگا دیا مگر وہ بے چارہ ہمیشہ کے لئے بصارت سے ہی محروم ہو گیا۔

ایک دفعہ ایک مسیلمی عورت نے درخواست کی کہ میرے بہت سے فرزند سرائے دنیا سے رخصت ہو کر خلد آباد عاقبت کو چلے گئے اب صرف دو باقی ہیں حق تعالیٰ سے ان کی بقا اور درازی عمر کے لئے دعا فرمائیں، اس نے دعا کی، فرزند کلاں کی کبر سنی کا مژدہ سنا کر پسر خورد کی عمر چالیس سال بتائی، جب وہ نغم نصیب شاداں و فرحاں مکان پر پہنچی تو معلوم ہوا کہ بڑا لڑکا کنوئیں میں گر کر مر گیا ہے اور چھوٹا لڑکا جس کی عمر چالیس سال بتائی تھی حالت نزع میں دم توڑ رہا ہے، تھوڑی دیر بعد اپنی ماں کو داغ مفارقت دے گیا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت عکرمہ بن ابو جہل کی زیر قیادت مسیلمہ کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر یمامہ کی طرف روانہ فرمایا، اور ان کے پیچھے شرجیل بن حسنہ کو مع لشکر کے بطور کمک روانہ کیا۔ حضرت عکرمہ نے شرجیل کا انتظار کئے بغیر مسیلمہ کے نزدیک پہنچکر اس کے لشکر پر حملہ کر دیا اور شکست کھائی عکرمہ نے امیر المومنین کو تمام حالات سے آگاہ کیا، آپ نے جواب میں پیغام بھیجا کہ اب مدینہ منورہ کی طرف مت آنا، کیونکہ لوگ پست ہمت اور دل برداشتہ ہو جائینگے

لہٰذا تم اہل عمان سے جا کر لڑو، اور آپ نے حضرت خالد بن ولید کو مہاجرین و انصار کا لشکر دے کر مسیلمہ کی طرف روانہ کر دیا، حضرت خالد مدینہ منورہ سے نکل کر برق و باد کی طرح یمامہ کی طرف بڑھے، مسیلمہ کا ہر طرف طوطی بول رہا تھا، اس کے چالیس ہزار جنگجو یمامہ کے دیہات اور وادیوں میں پھیلے ہوئے تھے ان کے مقابلے میں حضرت خالد بن ولید کے لشکر کی تعداد کل تیرہ ہزار تھی۔

خالد بن ولید شہر یمامہ کے پاس پہنچ گئے، مسیلمہ یمامہ کے ایک دروازہ کے قریب باغ میں خیمہ زن ہوا جس کی چار دیواری مضبوط اور قلعہ نما تھی، دونوں طرف سے گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی مسلمانوں نے بڑی مشکل سے مسیلمہ کے حملے کو روکا۔ آخر نعرۂ تکبیر کی صداؤں میں مسلمانوں نے ایسا بھرپور وار کیا کہ مسیلمہ کی فوجوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور سب مسیلمی باغ میں جمع ہو گئے، مسلمان باغ کا دروازہ اور دیواریں توڑ کر اندر داخل ہو گئے، باغ کے قریب وحشی (قاتل حضرت حمزہؓ) کھڑا تھا اس نے اپنا حربہ ایسا پھینک کر مارا کہ مسیلمہ کے پیٹ کے پار نکل گیا، اور اس کا کام تمام کر دیا۔ اس لڑائی میں دشمنوں کے سترہ ہزار آدمی قتل ہوئے اور ایک ہزار سے زیادہ مسلمانوں کو درجۂ شہادت نصیب ہوا۔

جب مسیلمہ مارا گیا تو دشمن تتر بتر ہو گئے اور میدان خالی چھوڑ گئے حضرت خالد بن ولید دشمنوں کی صفوں میں آئے اور حکم دیا کہ مسیلمہ کی لاش کو تلاش کیا جائے، آپ نے مسیلمہ کی لاش کے پاس آ کر فرمایا یہی وہ شخص ہے جس نے لوگوں کو گمراہ کر کے دنیا و عقبےٰ میں روسیاہ کیا۔ شہر اور قلعہ یمامہ میں بچوں اور عورتوں کے سوا کوئی نہ تھا۔ حضرت خالد بن ولید نے چوتھائی مال واملاک پر صلح کر لی، اور صلح نامہ لکھا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک شخص حضرت ابو بکرؓ کا خط لیکر پہنچا اس میں لکھا تھا کہ اگر تم کو بنی حنیفہ پر فتح حاصل ہو تو ان کے بالغ مردوں کو قتل کیا جائے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا جائے۔ لیکن اس خط کے پہنچنے سے پہلے صلحنامہ لکھا جا چکا تھا اس لئے امیر المومنین کے اس حکم کی تعمیل نہ ہو سکی۔

حضرت خالد بن ولید نے بنو حنیفہ کے ایک وفد کو حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خدمت میں روانہ کیا اور ان کو اپنا خط دیا۔ اس خط میں فتح کا مفصل حال اور بنو حنیفہ کے دوبارہ داخل اسلام ہونے کی اطلاع تھی، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس وفد سے عزت و احترام کے ساتھ ملاقات کی اور محبت کے ساتھ ان کو رخصت کیا مسیلمہ کذاب کے ساتھ یہ جنگ ماہ ذی الحجہ ۱۱ھ میں وقوع پذیر ہوئی۔

جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ میں

مسلمانوں کے خلاف مرزائیوں کے مقدمہ کی روداد

انٹرویو: سعود ساحر (نمائندہ جسارت)

سید ریاض الحسن گیلانی بیان کرتے ہیں:-

جنوبی افریقہ کے مرزائیوں نے وہاں کی سپریم کورٹ میں جو مقدمہ دائر کیا تھا: احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ۰۰ اس میں مدعی تھی۔ مقدمہ میں تین نکات کو بنیاد بنایا گیا۔

(۱) ہم باقاعدہ مسلمان ہیں لیکن مسلمان ہمیں کافر قرار دیتے ہیں۔ مسلمان ہمیں مرزا غلام احمد کے پیروکار ہونے کی وجہ سے کافر کہتے ہیں۔ اس سے ہمارے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ اور ہتک عزت ہوتی ہے۔ ہمیں دائرہ اسلام سے خارج سمجھنے کے لئے مسلمانوں کے پاس کوئی معقول وجہ نہیں۔ عام قانون (کامن لا) اور عدالتی نظام کے تحت کئی دفعہ یہ بات عدالتوں میں گئی ہمارا اسلام زیر بحث آیا۔ عدالتوں نے ہمارے حق میں فیصلہ دیا۔ ان فیصلوں کو غیر مؤثر قرار دینے کے لئے پاکستان کی سنی اکثریت نے پارلیمنٹ کے ذریعہ ہمیں غیر مسلم قرار دلوایا۔ یہاں کے سنی مسلمان ہمیں کافر کہہ کر ہماری ہتک کرتے ہیں۔ ایک تو اس کا ہرجانہ دلوایا جائے۔ دوسرے انہیں مستقل طور پر منع کیا جائے کہ اپنی تقریر یا تحریر میں ہمیں کافر نہ کہیں۔

(۲) مسلمان یہاں اپنی مساجد میں ہمیں نماز پڑھنے سے روکتے ہیں۔ مسجد مسلمانوں کی عبادت کا مقام ہے۔ ہر مسلمان کا حق ہے کہ مسجد میں نماز پڑھے۔ کوئی شخص کسی مسلمان کو مسجد میں نماز پڑھنے سے نہیں روک سکتا۔ ہم بھی مسلمان ہیں یہاں کے سنی مسلمانوں کو پابند کیا جائے کہ ہمیں مسجد میں نماز ادا کرنے سے نہ روکیں۔

(۳) مسلمانوں کے لئے مخصوص قبرستانوں میں یہ سنی مسلمان ہمیں اپنے مردے دفن کرنے سے روکتے ہیں۔ انہیں مستقل طور پر پابند کیا جائے کہ ہمیں مسلمانوں کے لئے مخصوص قبرستانوں میں اپنے مردے دفن کرنے سے نہ روکیں۔

مرزائیوں نے وہاں کی اسلامی تنظیموں کے سربراہ و مسلم علماء کی تنظیم جس کا نام جوڈیشل کونسل ہے، مختلف مساجد کے امام صاحبان مسلم قبرستان کے نگران سمیت کل نو افراد کو فریق بنایا۔ مرزائیوں نے عارضی حکم امتناعی مانگا۔ عدالت نے درخواست منظور کرتے ہوئے عارضی حکم امتناعی جاری کر دیا۔

جنوبی افریقہ کی مسلم تنظیموں نے رابطہ عالم اسلامی اور مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان سے رابطہ قائم کیا اور اس دوران مرزائیوں کے دعویٰ کا جواب داخل کر دیا۔ رابطہ عالم اسلامی اور مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان نے لبیک کہتے ہوئے مشترکہ وفد تشکیل دیا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے تین وکلاء اور تین علماء تھے۔ وکلاء میں میرے علاوہ سابق اٹارنی جنرل پاکستان حاجی شیخ غیاث محمد، انور احمد قادری ایڈووکیٹ شامل تھے۔ علماء میں ملتان کے مولانا عبدالرحیم اشعر، فیصل آباد والے عبدالرحیم اشرف نہیں بلکہ فیصل آباد کے مفتی زین العابدین اور سپریم کورٹ شریعت اپیلٹ بنچ کے جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی تھے۔ رابطہ عالم اسلامی کی طرف سے مولانا ظفر احمد انصاری اور جسٹس ریٹائرڈ محمد افضل چیمہ تھے۔ پروفیسر خورشید احمد کو لندن سے جنوبی افریقہ پہنچ کر وفد میں شامل ہونا تھا۔

۵ ستمبر کو نماز مغرب کے بعد ہم کراچی سے نیروبی (کینیا) روانہ ہوئے۔ نیروبی سے ہم نے جنوبی افریقہ کے مسلمانوں سے فون پر رابطہ قائم کیا۔ مفتی زین العابدین، جناب جسٹس محمد تقی عثمانی تبلیغ کے لئے پہلے بھی جنوبی افریقہ جاتے رہے ہیں۔ وہاں کے مسلمانوں سے ان کے ذاتی مراسم ہیں۔ ان سے ہمارا رابطہ ہوا تو انہیں بے حد مسرت ہوئی اور انہی وزارت داخلہ سے دو گھنٹے کے اندر ہمارے لئے اجازت نامہ حاصل کیا۔

نیروبی کے مسلمانوں کو جب معلوم ہوا کہ علماء کا وفد جنوبی افریقہ میں تحفظ ختم نبوت کے پروانوں کی قانونی امداد کے لئے آیا ہے تو انہوں نے دیدہ و دل فرش راہ کئے۔ اس موضوع پر کھل کر باتیں ہوئیں۔ علاوہ ازیں معلوم ہوا کہ نیروبی میں مسلمانوں کی حالت بڑی مخدوش ہے ہمارے جانے سے ایک ہفتہ پہلے وہاں کی حکومت کی گرفت ذرا ڈھیلی پڑی تو حبشی افسل

لوگوں نے ایشیائیوں کو جس طرح لوٹا۔ ان کے کاروباری مراکز پر حملے کئے۔ عورتوں سے غیر انسانی سلوک کیا۔ مسلمان اس پر سہمے ہوئے تھے۔

نیروبی سے ہم جوہنسبرگ پہنچے۔ مسلمانوں نے بڑی گرمجوشی سے استقبال کیا۔ وہاں دارالعلوم، اعلیٰ پائے کی دینی درسگاہ ہے شاندار لائبریری مفید کتابوں سے بھرپور ہے۔ مسلمان بچوں کو یہاں دینی تعلیم دی جاتی ہے۔ اسی دارالعلوم کے بورڈنگ ہاؤس میں ہمارے قیام کا اہتمام ہوا۔ مقامی وکلاء سے ملاقات ہوئی، ہمیں مقامی قانون، ضابطے اور مقدمے کے بارے میں پوری معلومات حاصل کرنے میں بڑی مدد ملی۔ مقدمہ سپریم کورٹ کیپ ٹاؤن میں زیر سماعت تھا۔ تاریخ سماعت ۹ ستمبر تھی۔ ہم وہاں ۸ ستمبر کو پہنچ گئے۔ کیپ ٹاؤن کے مسلمانوں نے ایئرپورٹ پر ہمارا شاندار استقبال کیا۔ مسرت اور اطمینان کا اظہار کیا گیا۔ سب سے پہلے ان وکلاء سے ملاقات ہوئی جو مرزائیوں کے دعویٰ کا جواب دائر کر چکے تھے، یہ وکیل مسلمان تھے وکلاء کی ٹیم مقدمہ کی تیاری میں مصروف ہو گئی۔ ہم نے جن خطوط پر کیس چلانے کی تجاویز دیں۔ مسلمانوں کے مقامی وکیل جناب اسماعیل محمد ایڈووکیٹ نے وہ تجاویز پسند اور منظور کیں طے کیا گیا کہ تحریری بحث تیار کر کے عدالت میں پیش کر دی جائے۔ اس کی روشنی میں وضاحت طلب باتیں عدالت میں کی جائیں۔ یہ بھی طے ہوا کہ تحریری بحث کی روشنی میں بحث مقامی وکیل ہی کریں گے۔ یہ ۸ ستمبر کا دن تھا، اسی شام لندن سے پروفیسر خورشید احمد بھی پہنچ گئے۔

اگلی صبح ہم عدالت میں پہنچے تو کمرۂ عدالت کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ سامعین کی تعداد کے پیش نظر سماعت بڑے کورٹ روم میں ہو رہی تھی۔ سپریم کورٹ کے سنگل بنچ نے سماعت کی جو جسٹس ہیفر (HEEVER) پر مشتمل تھی۔ جنوبی افریقہ کا عدالتی نظام اور طریقہ ہم سے ملتا جلتا ہے کارروائی انگریزی زبان میں ہوئی۔ ہمارے لئے ماحول اجنبی نہیں تھا۔

جنوبی افریقہ میں عدلیہ کی تنظیم اس صورت میں ہے کہ پورے ملک کی اعلیٰ عدالت کا نام سپریم کورٹ ہے۔ یہ ملک چار صوبوں پر مشتمل ہے جن کے نام یہ ہیں:

۱۔ ٹرانسوال ۲۔ آرنج فری سٹیٹ ۳۔ نیٹال ۴۔ کیپ ٹاؤن

ہر صوبہ میں سپریم کورٹ کی ایک بنچ ہے۔ ہمارا کیس کیپ ٹاؤن میں تھا۔ پارلیمنٹ کیپ ٹاؤن میں ہے۔ انتظامیہ کے سربراہ پریٹوریا میں بیٹھتے ہیں جو صوبہ ٹرانسوال کا ایک شہر ہے سپریم کورٹ کا اپیل بنچ آرنج فری سٹیٹ میں واقع ہے۔

قادیانیوں کی طرف سے مشہور اور ممتاز سینئر وکلاء کی ایک ٹیم تھی۔ یہ تمام وکلاء یہودی تھے۔ ان کی معاونت قادیانی کر رہے تھے۔ یہودی وکلاء کی ٹیم کے قائد سپریم کورٹ کے ایک سابق جج مسٹر ینگ تھے اور وہی مقدمہ کے بڑے وکیل (لیڈنگ ایڈووکیٹ) تھے۔ ہم دیکھ کر حیران رہ گئے کہ یہودی اس مقدمہ میں مرزائیوں سے بھی زیادہ سرگرم تھے۔ وہ اپنی سرگرمیوں اور تائید و معاونت کے حوالے سے اسے اپنا مقدمہ سمجھے ہوئے تھے۔ جنوبی افریقہ بڑا امیر ملک ہے۔ سونے، ہیرے، جواہرات، لوہے اور کوئلے کی کانیں بھی ملکیت میں اور تمام مالکان یہودی ہیں۔ وہاں کا پریس بھی یہودیوں کے قبضہ میں ہے۔ یہودی اثر و رسوخ کی وجہ سے اخبارات میں مقدمہ کی رپورٹنگ کا جھکاؤ قادیانیوں کے حق میں تھا اور اخبارات مقدمہ کے حقائق کو مسخ کر رہے تھے۔ کورٹ روم میں باقاعدہ پریس گیلری تھی، وہاں بڑی دلچسپ صورت حال دیکھنے میں آئی۔ اخبار نویسوں کے ساتھ الٹیشین نژاد نوجوان قادیانی لڑکیاں میک اپ سے لدی پھندی اور خوشبو سے مہکی مہکی بیٹھی تھیں۔

مسٹر ینگ نے بحث کا آغاز کیا۔ عدالت کا وقت ختم ہونے میں نصف گھنٹہ باقی تھا کہ اس کی بحث ختم ہوئی۔ مسلمانوں کے وکیل جناب اسماعیل محمد نے اپنی تحریری بحث دائر کر کے جوابی بحث کا خاکہ بتایا۔ ساتھ ہی ہمارا تعارف کرایا کہ پاکستان سے ماہر وکلاء اور رشید علماء کی ٹیم پیروی کے لئے آئی ہے۔

مسلمانوں کی تحریری بحث کے اہم نکات

پیرا ایک

(۱) کسی نبی کی امت میں شامل ہونے یا اس سے خارج ہونے کا بنیادی معیار اس نبی کی نبوت پر ایمان لانے کے ساتھ اس کے آخری نبی ہونے پر ایمان لانا بھی ضروری ہے جس طرح سچے عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر ایمان لانے کے ساتھ انہیں کو آخری نبی بھی مانتے ہیں اور جو عیسائی نبی اکرم حضرت محمد ﷺ پر ایمان لے آئے تو وہ عیسائیت سے خارج ہو کر حضرت محمد ﷺ کی امت میں شامل ہو جاتا ہے جو عیسائی حضرت عیسیٰ کو آخری نبی مانتا ہے عیسائی رہتا ہے۔

اسی طرح حضرت محمد ﷺ کی اُمت میں شامل ہونے کیلئے بھی دو ہی امور لازمی ہیں۔

(الف) آپ ﷺ کی نبوت پر ایمان لانا۔

(ب) آپ ﷺ کو آخری نبی تسلیم کرنا۔

جو شخص آپ ﷺ کی نبوت کے بعد کسی اور پر ایمان لائے وہ اُمت مسلمہ سے خارج ہو جائے گا۔ یہ وہ اصول ہے جس کو کسی بھی صورت میں کوئی معقول آدمی جھٹلا نہیں سکتا۔

(۲) مرزا غلام احمد کی اپنی شائع شدہ کتابیں موجود ہیں جن میں واضح، غیر مبہم اور صاف سیدھے الفاظ میں اس نے اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور واضح طور پر کہا ہے: "اس پر وحی کی بارش ہوتی ہے۔ اس پر ایمان لانا واجب ہے اور جو شخص اس پر ایمان نہیں لاتا وہ کافر ہے اور اس کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھنی چاہیے۔" لہٰذا خود مرزا غلام احمد کے اپنے موقف کے مطابق مرزائی، مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ خود مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔ اسلام کا مسلمہ حکم، اصول اور فرمان ہے کہ جو کوئی کسی مسلمان کو کافر قرار دے وہ مسلمان نہیں رہ سکتا۔

(۳) مرزائیوں کے دونوں گروپوں میں اس بات پر اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد کو کافر قرار دینے والے "کافر" ہیں۔ دونوں گروپوں کے سربراہوں خصوصاً لاہوری گروپ کے سربراہ مولوی محمد علی کی کتاب "ردِ تکفیر اہلِ قبلہ" میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ غلام احمد کو کافر قرار دینے والے یقیناً "کافر" ہیں۔ مسلمان مرزا غلام احمد کو مدعی نبوت اور کافر قرار دینے میں متفق ہیں، اس لئے مرزائیوں کے دونوں نقطہ نظر سے مسلمان "کافر" ہیں، اس طرح بھی مرزائیوں کے اپنے موقف کے مطابق وہ مسلمانوں سے الگ گروہ ہیں۔

(۴) حکم امتناعی کا مطلب صورتحال جوں کی توں رکھنا ہے۔ یہ کبھی نہیں ہوتا کہ صورت حال بدل دی جائے۔ اس عدالت سے انہوں نے جو حکم امتناعی حاصل کیا اس سے صورت حال جوں کی توں رہنے کی بجائے بالکل تبدیل ہو جاتی ہے۔ مسلمان ایک صدی سے مرزائیوں کو کافر قرار دیتے آئے ہیں مسلمانوں نے انہیں کبھی بھی مسجد وں میں داخل نہیں ہونے دیا، اپنے قبرستانوں میں مرزائیوں کو مردے دفن کرنے کی اجازت نہیں دی تھی، اس مقدمہ میں حکم امتناعی حاصل کرنے وقت انہوں نے عدالت کے سامنے صحیح صورتحال پیش نہیں کی ورنہ فاضل عدالت سے حکم امتناعی حاصل نہ کر سکتے۔

(۵) حکم امتناعی کا یہ بنیادی اصول ہے کہ اگر حکم امتناعی جاری نہ کیا گیا تو درخواست گزار کو ناقابل تلافی نقصان ہو گا جبکہ اور مر جانے کی صورت میں اس کی تلافی نہیں کی جا سکے گی۔ یہاں پر اگر ان کو مسجد میں نماز پڑھنے دی جائے تو یہ مسجد سے باہر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اگر مسلمانوں کے مخصوص قبرستان میں مردے دفن کرنے کی اجازت نہ دی جائے تو یہ کہیں اور دفن ہو سکتے ہیں۔ ان کے خرچ میں تھوڑا فرق پڑے گا، مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے کی صورت میں ساٹھ رینڈ مساوی ایک ڈالر) اور حکومت کی اجازت سے کسی اور جگہ دفن کرنے کی صورت میں ۲۴ رینڈ خرچ کرنا پڑیں گے۔ ظاہر ہے یہ ناقابل تلافی نقصان نہیں ہے۔

(۶) مرزائیوں کے دائرہ اسلام سے خارج ہونے کی ایک اہم وجہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد نے انبیائے کرام بالخصوص حضرت عیسیٰؑ کی شان میں بڑی دیدہ دلیری سے گستاخیاں کی ہیں، جو شخص جناب رسول مقبول ﷺ یا کسی اور نبی کی توہین کا مرتکب ہو وہ ہرگز مسلمان نہیں ہے۔

ابتدائی عذر کے طور پر سابق اٹارنی جنرل حاجی شیخ غیاث محمد نے یہ نکتہ اٹھایا کہ یہ مقدمہ ایک انجمن کی طرف سے دائر کیا گیا ہے۔ جبکہ مقدمہ کی نوعیت صرف اسی صورت میں از روئے قانون چلنے کے قابل ہو سکتی ہے کہ مخصوص افراد کی طرف سے دائر کیا جاتا، چونکہ یہ ایک انجمن کی طرف سے دائر کیا گیا ہے لہٰذا صرف اسی بنیاد پر ہی خارج کر دیئے جانے کے قابل ہے، جب ہم عدالت میں پہنچے تو یہ بات ہمارے علم میں آئی کہ مرزائیوں کے یہودی وکیل اپنے دعویٰ میں اسی نوعیت کی ترمیم پیش کر چکے ہیں۔

بحث کے دوران جب مرزائیوں کے جواب کی باری آئی تو انہوں نے اپنا وکیل بھی یہودی ہی تھا اس نے ہماری تحریری بحث کی روشنی میں فاضل عدالت کی جانب سے اٹھائے گئے نکات کا جواب دینے کی بے حد کوشش کی مگر ایک بھی تسلی بخش جواب سامنے نہ آ سکا، اس نے جب یہ کہا کہ میرے موکل مرزائیوں کے لاہوری گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جو مرزا کو نبی نہیں سمجھتے بلکہ مصلح (REFORMER) مانتے ہیں، اور اجرائے نبوت کے منکر نہیں۔ تو فاضل جج نے کہا کہ مرزا غلام احمد موجودہ دور کا آدمی ہے اس کی اپنی کتابیں موجود ہیں جن میں اس نے صراحت کے ساتھ سب کچھ دیا ہے تو اگر لاہوری مرزائی مرزا کے دعویٰ نبوت کو نہیں مانتے تو وہ اس کے پیروکار نہیں ہو سکتے۔

وکلاء کی بحث ختم ہوتے ہی فاضل عدالت نے قرار دیا کہ تفصیلات بعد میں لکھی جائیں گی فیصلہ ابھی سنایا جاتا ہے کہ یہ عدالت قادیانیوں کا مقدمہ بمعہ خرچہ خارج کیا جاتا ہے، قادیانیوں نے سپریم کورٹ کے لارجر بنچ کے سامنے اپیل کی اجازت مانگی ساتھ ہی مزید حکم امتناعی مانگا عدالت نے حکم امتناعی کی درخواست مسترد کر دی۔ کمرۂ عدالت نعرہ تکبیر اللہ اکبر نعرہ رسالت یارسول اللہ کے پرشکوہ نعروں سے گونج اٹھا مسلمان ہمارے ساتھ باہر آئے اور اجتماعی دعا کی گئی۔

اسی دوران کچھ غیر معمولی باتیں سننے دیکھنے میں آئیں۔ مثلاً یہ کہ عدالت کا آغاز ہوا تو ہمیں کمرہ عدالت میں دیکھ کر مرزائی غصہ سے بھپر گئے اس سے پہلی شام کو ہمارے میزبانوں کو انتہائی باوثوق ذرائع سے اطلاع ملی کہ ہم (علماء اور وکلاء کے وفد) پر قاتلانہ حملے کا منصوبہ بن چکا ہے، مسلمانوں کی طرف سے بحث کے آغاز سے پیشتر ہی اس منصوبے پر عمل درآمد کا امکان ہے۔ ہم نے اس کا مطلب یہ سمجھا کہ یہ ہمیں خوف زدہ کرنے کی چال ہے تاکہ مسلمان مقدمہ کی مناسب اور موثر پیروی سے باز آجائیں۔ مسلمانوں نے ہماری رہائش گاہ، کمرہ عدالت اور اس کے باہر ہمارے لئے انتہائی منظم حفاظتی انتظامات کئے۔

ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ مرزائی لیڈر چوہدری ظفر اللہ خاں مسلمانوں کے خلاف مقدمہ میں اپنے وکلاء کو قانونی مشورے اور ہدایات دینے کے لئے کیپ ٹاؤن پہنچ گئے ہیں، مرزائیوں کے یہودی وکلاء جس مقام پر اپنے مقدمے کی تیاری کرتے رہے، ظفر اللہ نے وہیں قیام کیا۔ مگر وہ کمرہ عدالت میں نظر نہیں آئے۔

جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ قادیانیوں نے جنوبی افریقہ ہی کی عدالت میں اس ڈرامہ کا اسٹیج کیوں سجایا تو عرض یہ ہے کہ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ قادیانیوں اور یہودیوں کا گٹھ جوڑ اور مفادات جنوبی افریقہ میں نقطۂ عروج پر ہے۔ یک جان دو قالب کی سی صورت ہے، ملک کے تمام وسائل یہودیوں کی جیب کی گھڑی اور ہاتھ کی چھڑی بنے ہوئے ہیں اور حکومت کی نسل پرستانہ پالیسی کی وجہ سے مہذب دنیا کے بڑے حصے نے جنوبی افریقہ سے تعلقات منقطع کر رکھے ہیں۔ خاص طور پر مسلم دنیا کی پہنچ سے یہ ملک باہر ہے، مرزائیوں کا گمان تھا کہ کیپ ٹاؤن کے مسلمان ایشیائی نسل سے تعلق رکھنے کی وجہ مرزائیت کے پس منظر اور کفر و ارتداد اصلیت سے کما حقہ آگاہ نہیں ہیں اس لئے وہ مقدمہ میں بہت زیادہ

[redacted]

دلچسپی کا مظاہرہ کریں گے اور نہ ہی بھر پور ہمدردی کر سکیں گے۔ مثلاً فرانسوال اور نٹال میں کہیں کہیں ہندو پاک سے تعلق رکھنے والے مسلمان مل جاتے ہیں، اس لئے یہاں مقدمہ دائر کیا گیا کیپ ٹاؤن جوہانسبرگ سے ایک ہزار میل دور ہے مرزائیوں کے خیال میں باہر سے اور خصوصاً پاکستان سے وہاں کوئی قانونی اور تفریحاتی امداد کی کمک نہیں پہنچ سکتی تھی۔ اور وہاں یہودی اثر و رسوخ سے فائدہ اٹھا کر یہ مقدمہ جیت لیا جائے گا اس طرح پاکستان میں غیر مسلم قرار دیئے جانے کے عدیم المثال فیصلے کے مقابلہ جنوبی افریقہ کی اعلیٰ عدالت سے اپنے حق میں فیصلے لیں گے۔ اور اسے دنیا بھر میں پبلسٹی کے لئے استعمال کریں گے۔

وہاں یہ دیکھ کر بے حد مسرت ہوئی کہ مسلمانوں کا انہیں دیکھ کر ہم گنہگاروں کو جینے کا حوصلہ ملتا ہے۔ اور طبیعت خوش ہو جاتی ہے اہل ثروت مسلمان خدا اور اس کے رسول ﷺ کی راہوں میں روپیہ پانی کی طرح بہاتے ہیں انفاق فی سبیل اللہ کی سچی تصویر ہیں۔ بڑی بڑی اسلامی درسگاہیں چلانے دارالعلوم قائم کرنے مساجد تعمیر کرانے اور انہیں آباد رکھنے میں بے حد فیاضی کا مظاہرہ کرتے ہیں، پکے نمازی ہیں، اسلامی معلومات اور ضروری دینی تعلیم و شعور سے بہرہ ور ہیں، گھروں کا ماحول اسلامی ہے اس دورہ میں ان رویوں اور جذبوں پر ہم نے خوشگوار حیرت و مسرت کا اظہار کیا تو انہوں نے کہا کہ ہمارے آباؤ اجداد کی قربانیاں ہر وقت ہمارے سامنے رہتی ہیں۔ قربانیاں جو انہوں نے یہاں اسلام کو زندہ رکھنے کے لئے دی ہیں۔

ابتداء میں اس علاقے میں ولندیزیوں کی حکومت تھی وہ ملائیشیا میں اعلان جہاد کر کے کفر کا تسلط ختم کرنا چاہتے تھے، ولندیزی انہیں گرفتار کر کے کیپ ٹاؤن آتے اور انہیں غلام بنا لیا جاتا، انہیں نہ مسجد بنانے کی اجازت تھی نہ نماز پڑھنے کی، مگر اسلام کے ساتھ ان کا رشتہ اس قدر مضبوط تھا کہ وہ چوری چھپے قریبی غاروں میں جا کر نماز پڑھتے تھے وقت گزرتا رہا۔ اور انگریزوں اور ولندیزیوں میں جنگ چھڑ گئی، انگریزوں نے مسلمانوں سے تعاون کی درخواست کی، مسلمانوں نے اسی شرط پر انگریزوں کا ساتھ دینے کا معاہدہ کیا۔ کہ انگریزوں کی کامیابی کی صورت میں مسلمانوں کو کیپ ٹاؤن میں ایک مسجد تعمیر کرنے کی اجازت ہوگی، علانیہ نماز پڑھنے میں رکاوٹ نہ ڈالی جائے۔ انگریز رضامند ہو گئے اس جنگ میں انگریز کامیاب ہوئے۔ تو مسلمانوں نے کیپ ٹاؤن میں مسجد تعمیر کی، وہ مسجد تھوڑی سی ترمیم کے ساتھ اسی صورت میں موجود ہے جسٹس مولانا تقی عثمانی اور میں نے وہاں عشاء کی نماز ادا کی۔ اس مسجد کے امام صاحب ابتدائی امام کی اولاد میں سے ہیں، وہاں کے مسلمان صدق دل سے سمجھتے ہیں کہ اگر اسلام کی قدر شناسی میں ذرا سی کوتاہی ہوئی تو یہ رویہ اپنے آباؤ اجداد کی قربانیوں پر پانی پھیر دینے اور غدار کہلانے کے مترادف ہوگا۔

سید ریاض الحسن گیلانی صاحب اور مرحوم علامہ کیپ ٹاؤن کی روداد سنا رہے تھے پھر دیکھا ذہنی گفتگو محسوس کرتا چلا جا رہا ہے اور میرے ذہن میں ماضی کے دریچے کھلتے جا رہے تھے۔ سینکڑوں دریچے اور ان دریچوں میں منور اور نورانی چہرے ذہن کی سکرین پر ابھر رہے تھے، آوازوں کا ملا جلا شور تھا یہ وہ چہرے اور آوازیں تھیں جنہوں نے برصغیر میں اسلام کے خلاف ہر سازش کے خلاف اپنی زندگیاں وقف کر دی تھیں۔ یہ وہ صاحبان آواز تھے جن کی تقریر و تحریر نے ابتداء ہی میں جھوٹی نبوت کے تبلیغی سوتے خشک کر دیئے تھے اور اسٹیٹ پاور کے بل پر قادیانیوں کی جانب سے کی جانے والی سازشوں کے خلاف زندگی کے آخری لمحے تک سینہ سپر رہے تھے۔ میں عالم تصور ہی میں تھا کہ شاہ صاحب کی آواز نے مجھے چونکا دیا جو کہہ رہے تھے "تو جناب یہ سب اللہ کی مہربانی تھی کہ جھوٹ ایک بار پھر شکست کھا گیا۔ بشکریہ روزنامہ جسارت کراچی ۲۷ اکتوبر ۱۹۸۲ء

کوئٹہ میں دو روزہ ختم نبوت کانفرنس سے

علماء کرام کا خطاب

قادیانیوں کے دو اہم رہنما اور ربوہ میں مقیم کئی خاندان اسلام قبول کر چکے ہیں

کوئٹہ ۵ ا اکتوبر (اسٹاف رپورٹر) قادیانیوں کی سرگرمیوں کا جائزہ لیا جائے اور ان کی ملک و ملت اور اسلام سے منافی سرگرمیوں پر پابندی عائد کی جائے یہ مطالبہ تمام علماء کرام نے کیا جو آج رات بعد نماز عشاء جامع مسجد طوغی میں مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے زیر اہتمام دو روزہ کل پاکستان ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔ مولانا محمد لقمان نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی ملک و ملت کے غدار ہیں، حکومت ان کی سرگرمیوں کا جائزہ لے کر پابندی عائد کرے انہوں نے مملکت پاکستان میں علیحدہ اسٹیٹ بنائی ہوئی ہے اور نیم فوجی تنظیم قائم کی ہوئی ہے۔ آج کل ربوہ میں انصار الاحمدیہ، خدام الاحمدیہ اور بجانبا ظلی احمدیہ کے ناموں کی نیم فوجی تنظیموں کے مقابلے ہو رہے ہیں۔ انہوں نے اس بات پر شدید نکتہ چینی کی کہ دس ہزار قادیانیوں کو اسپین جانے کی اجازت دی گئی جس پر کروڑوں روپے کا زرمبادلہ کا نقصان ہوا ہے مولانا محمد لقمان نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے سینہ سپر ہو جائیں۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما سید منظور شاہ حجازی نے کہا کہ قادیانی پاکستان کے آئین کی مسلسل خلاف ورزی کر رہے ہیں اسلامی شعائر کی توہین کرتے ہیں خالص اسلامی اصطلاحات اپنے لئے استعمال کرتے ہیں اور احادیث کی لفظی معنوی تحریف کرتے ہیں۔ مولانا نے کہا کہ ملک بھر میں قادیانی کوئی نہ کوئی سازش حکومت کے خلاف کرتے رہتے ہیں۔ منیر و ڈرائچ قادیانی کی سازش میں گرفتاری اسلام آباد میں اوپن یونیورسٹی میں قادیانی پروفیسر ولی نے حکومت کے خلاف لٹریچر تقسیم کیا وہ گرفتار ہوئے اسی قسم کے بیسیوں واقعات ہیں اس لئے

ختم نبوت

حکومت سے ہم مطالبہ کرتے ہیں ان کے خلاف فوری کارروائی کی جائے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی جہاد کو حرام قرار دیتے ہیں اس لئے انہیں فوج میں کوئی اہم عہدہ نہ دیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی ٹولہ انگریزوں کا خود کاشت کردہ پودا ہے انہوں نے یہ بھی بتایا کہ قادیانی جماعت کے ڈاکٹر حافظ فضل الرحمٰن اور مرزا بشیر احمد جو قومی اسمبلی میں قادیانیوں کے ممبر تھے اور خدام الاحمدیہ تنظیم کے سابق سربراہ تھے۔ مسلمان ہو چکے ہیں اسی طرح ربوہ میں رہنے والے کئی قادیانی خاندان مسلمان ہو چکے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ربوہ میں مسلمانوں کی چار مساجد بن چکی ہیں تین مساجد میں مدرسہ جات قائم ہیں ہر سال جماعت کی طرف سے ۱۲ ربیع الاول کے موقع پر سیرت النبی کا جلسہ اور چھ سات ستمبر کو ہر سال ختم نبوت کانفرنس ربوہ میں ہوتی ہے مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ کے رہنما اور مرکزی مبلغ مولانا جمال اللہ نے کہا کہ موجودہ دور میں قادیانیوں کی اشتعال انگیزیاں بڑھ گئی ہیں انہوں نے کہا کہ ہم حضور کی شان میں گستاخی برداشت نہیں کریں گے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں ہزاروں مسلمانوں نے خون دے کر ختم نبوت کی آبیاری کی ہے۔ کانفرنس سے حافظ حسین احمد نے بھی خطاب کیا۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض نظام الدین پانیزئی نے انجام دیئے۔ جب کہ صدارت امیر مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان مولانا محی الدین نے کی کل کانفرنس کا آخری اجلاس ہوگا جس سے مولانا محمد شریف جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا کریم بخش خطاب کریں گے۔ جب کہ مولانا محمد لقمان، مولانا منظور احمد شاہ حجازی اور مولانا جمال اللہ الحسینی ژوب روانہ ہوں گے۔ آج مجلس تحفظ ختم نبوت کے علماء کرام نے جامع مسجد نوری، جامع مسجد طوبیٰ اور جامع مسجد بگٹی گھر میں خطاب کیا۔ آج کانفرنس کے افتتاحی اجلاس میں بعض قرار دادیں منظور کی گئیں جن میں مطالبہ کیا گیا کہ قادیانیوں کے دونوں گروپ قادیانی لاہوری اپنے لٹریچر میں برابر اپنے آپ کو مسلمان کہہ اور لکھ رہے ہیں اور اس طرح ۷۴ء کی آئینی ترمیم کی دھجیاں بکھیر رہے ہیں لہٰذا ان دونوں گروپوں کے اس غیر قانونی فعل کو قابل تعزیر جرم قرار دیا جائے۔ ملک میں مسلمانوں کو مرتد کرنے کی تبلیغ پر پابندی عائد کی جائے ارتداد کو جرم قرار دیا جائے اور مجرم کو اسے تعزیرات اسلامیہ کے مطابق سزا دی جائے اور ذکری فرقے کو بھی غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ مرزائی اسلام کی مخصوص اور مقدس اصطلاحات مثلاً علیہ السلام، امیر المومنین، خلیفہ، صحابی، اہل بیت، سیدۃ النساء، رضی اللہ عنہ کو اپنے مرتد اکابر کے لئے استعمال کرتے ہیں جس سے مسلمانوں کی سخت دل آزاری ہوتی ہے لہٰذا ان اصطلاحات کا ناجائز استعمال ممنوع اور قابل تعزیر جرم قرار دیا جائے قادیانی اپنی عبادت گاہیں مسلمانوں کی عبادت گاہوں سے بالکل مشابہ مینار، گنبد و محراب بنا کر تعمیر کرتے ہیں اور اسے مسجد کا نام دیتے ہیں جس کی بنا پر بے شمار مسلمان ناواقف ہونے کے باعث مرزائیوں کی عبادت گاہوں اور ان کی جماعتوں میں شریک ہو کر اپنی نمازیں برباد کرتے ہیں۔ اس اشتباہ مینار، گنبد، محراب اور لفظ مسجد اور اذان پر فوری طور پر پابندی عائد کی جائے۔ ان کی عبادت گاہوں میں لاؤڈ سپیکر جن کی آواز مسلمان پبلک تک پہنچ سکتی ہو۔ اس پر فوری پابندی لگائی جائے۔ قادیانیوں سے کو کلیدی اسامیوں سے علیحدہ کیا جائے۔ اور ملک میں ان کی مردم شماری کے مطابق انہیں ملازمتیں اور دوسرے شہری حقوق دیئے جائیں قادیانیوں کا ایسا تمام لٹریچر جس میں انبیاء کرام اور صحابہؓ اور اہل بیت اطہار اور صلحائے امت کی توہین موجود ہو ضبط کیا جائے مرزائیوں کی تعلیمی اسناد شناختی کارڈوں اور پاسپورٹوں پر غیر مسلم کا لفظ درج کیا جائے۔ تاکہ وہ اپنے مسلمانوں سے ملتے جلتے نام کی وجہ سے حکومت پاکستان، سعودی حکومت یا کسی دوسرے مسلمان ملک والوں کو دھوکہ نہ دے سکیں قادیانیوں کے اوقاف غیر مسلم اوقاف بورڈ کی تحویل میں لئے جائیں خصوصاً جماعت کی وہ جائداد جو تقسیم سے پہلے جماعت احمدیہ ربوہ قادیان کی ملکیت تھی متروکہ جائداد قرار دے کر مہاجرین میں تقسیم کر دی جائے حالیہ مردم شماری میں قادیانیوں نے اپنے مخصوص نام کے بجائے اپنے آپ کو مسلمان لکھوایا جو کہ قابل تعزیر جرم تھا توجہ دلانے کے باوجود آج تک ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی جو بے شمار شکوک و شبہات کا باعث بن رہی ہے، قادیانیوں کے اس جرم کا نوٹس لیا جائے ان کے نام غیر مسلموں کی فہرست میں لکھے جائیں اور ان کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے نیز ان کی علیحدہ انتخابی فہرستیں تیار کی جائیں [illegible] جمعیت علماء اسلام کے رہنما مولانا فضل الرحمان کی مسلسل غیر قانونی نظر بندی کو ختم کیا جائے محرم الحرام کو باہمی یگانگت اور اخوت کی فضا میں منایا جائے کسی فرقے کی دل آزاری نہ کی جائے کیونکہ قادیانی شیعہ سنی فساد کرا کے اپنے مذموم مقاصد حاصل کرنا چاہتے ہیں مولانا خلیل احمد [illegible] تبلیغی جماعت کے قائد محمد زکریا اور مولانا عبدالواحد ہزاروی کی وفات حسرت آیات پر دلی صدمے اور گہرے دکھ کا اظہار کیا گیا۔

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر رحمہ اللہ کی

معرکۃ الآراء کتاب

حضرت مسیح علیہ السلام

مرزا قادیانی کی نظر میں

شائع ہوگئی ہے آج ہی طلب کریں

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان حضوری باغ روڈ ملتان

لیاقت علیخان کے قتل کی سازش

کیا اس کے پیچھے قادیانیوں کا ہاتھ تھا؟ ابن فیض

شہید ملت لیاقت علی خان کی برسی گذشتہ دنوں ملک کے طول و عرض میں منائی گئی ہے اس موقعہ پر ملک کے ذرائع ابلاغ نے ان کی سوانح حیات اور شہادت جیسے موضوع پر روشنی ڈالی۔ اخبارات نے خصوصی ضمیمے شائع کئے۔ اس سلسلے میں روزنامہ مشرق کراچی نے اپنی ۱۶/۱۹ اکتوبر کی اشاعت میں لیاقت علی خان کے قتل کے عنوان پر ابن فیض کا ایک اہم مضمون شائع کیا ہے۔ جس میں مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے سابق امیر خطیب پاکستان حضرت مولانا احسان احمد شجاع آبادی کی سابق وزیر اعظم شہید ملت لیاقت علی خان سے ملاقات کا ذکر ہے اس ملاقات میں قاضی صاحب نے لیاقت علی خان مرحوم کو قادیانی سازشوں سے آگاہ کیا تھا۔ اس مضمون کی اہمیت کے پیش نظر ہم اسے اپنے مؤقر جریدہ میں روزنامہ مشرق کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

پاکستان کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خان کی شہادت کے بعد اس بارے میں مختلف نظریات رہے ہیں کہ ان کا قتل اگرچہ صرف ایک سیاسی سازش سمجھا گیا۔ لیکن یہ کن عناصر کی سازش تھی یہ راز ۔ کسی حد تک مستند شہادت روشن ہے کہ راولپنڈی کے جس جلسہ عام میں لیاقت علی کو گولی ماری گئی۔ اس میں اپنی تقریر کے لئے مرحوم نے جو مختصر نوٹ تیار کئے تھے ان میں عالم اسلام کے اتحاد کے کسی منصوبے کی طرف اشارہ تھا اور یہ بات وہ ظاہر کر چکے تھے کہ راولپنڈی کی تقریر میں ایک انتہائی اہم اعلان کریں گے۔ اس لئے یہ بات قرین قیاس ہے کہ ان کے قتل کی سازش میں نہ صرف پاکستان دشمن عناصر کا بلکہ وسیع تر تناظر پر عالم اسلام کی دشمن طاقتوں کی بھی شمولیت موجود ہو۔

یہ بات بھی اس دور کے سیاسی واقعات سے ظاہر ہے کہ دولت مشترکہ کے ساتھ پاکستان کی وابستگی کے بارے میں مسئلہ کشمیر پر برطانیہ کے بھارت نواز رویہ اور دوسرے معاملات کی بنا پر خان لیاقت علی خان کی ایک خاص پالیسی بن رہی تھی۔ انہوں نے علی الاعلان کہا تھا کہ برطانیہ پاکستان کو گھر کی مرغی سمجھتا ہے اور ہم اس رویہ کو برداشت نہیں کر سکتے۔ خود پاکستان کے سیاستدانوں اور اقتدار ... میں شامل ایسے افراد موجود تھے جن کی برطانیہ سے وابستگی ڈھکی چھپی نہ تھی اس بنا پر بھی لیاقت علی خان کے قتل کی سازش کے ڈانڈے ملک سے باہر اور ملک کے اندر ایک مخصوص طبقہ اور گروہ تک پہنچتے ہیں۔

سازش کے بے نقاب نہ ہونے اور گہری سازش ہونے ہی کا یہ نتیجہ تھا کہ اس اہم معاملہ کی تحقیقات میں طرح طرح کی رخنہ اندازیاں ہوئیں اور تحقیقات کو غلط سمتوں میں ڈالنے کیلئے طرح طرح کے جتن کئے گئے۔ موقعہ واردات پر سازش کے بڑے آلہ کار یعنی قاتل سید اکبر کو گولی سے اڑا کر یہ اطمینان کر لیا گیا کہ سازش کا راز بے نقاب نہ ہونے پائے اور پھر یہی نتیجہ نکالا گیا کہ یہ دردناک اور سفاکانہ قتل جس نے پاکستان کی تاریخ پر گہرا اثر ڈالا صرف ایک شخص کی جنونی کیفیت اور بعض معاملات پر اس کے مجنونانہ ردعمل کا نتیجہ تھا۔ یہ سوال ابھی تک حل طلب ہے کہ وزیر اعظم لیاقت علی خان صاحب کے قتل کی سازش میں جو اسلام دشمن، ملک دشمن اور پُر اسرار ہاتھ ملوث تھے ان کے سامراجی غیر ملکی مفادات اور پاکستان میں اس کے ذریعہ ہونے والی تبدیلی یا کسی تبدیلی کو روکنا کس مقصد کے لئے اور اس سلسلہ میں ایک اہم مسئلہ اہل فکر کی نظر سے اوجھل چلا آ رہا ہے۔

قیام پاکستان کے فوراً بعد یہاں ایک طبقہ ایسا بھی تھا جو نہ صرف سیاسی اور مادی مفادات کے لئے برطانیہ کا وفادار تھا بلکہ مذہبی طور پر اور عقیدے کے اعتبار سے برطانوی اقتدار سے وابستگی رکھتا تھا۔ اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں انگریزوں نے مسلمان قوم کی اجتماعیت کو پارہ پارہ کرنے کے لئے قادیانیت کا فتنہ برصغیر میں پیدا کیا تھا اور انگریزوں کی خواہش کے مطابق قادیانی فرقے نے یہ وہ کام کر دکھایا جو انگریزی اقتدار کے تحفظ کے لئے مفید ہو سکتا تھا۔

مسلمان علماء اور اہل فکر کی نظر میں قادیانیت کا مسئلہ کوئی معمولی مسئلہ نہ تھا۔ یہ اپنے عزائم و مقاصد کے لحاظ سے عالم اسلام کے لئے ایک اہم مسئلہ بن چکا تھا

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

اور آزادی سے قبل اور پھر اس کے حصول کے بعد۔ برصغیر پاک و ہند کے جید علماء نے مذہبی آواز اٹھائی۔ پہلے پہل تو اس مسئلہ کو مخصوص طرز فکر سے چنداں اہم نہ سمجھا گیا مگر جس وقت "قادیانیت" کے سیاسی اور خطرناک عزائم کے کئی رخ سامنے آنے لگے تو شاعر مشرق، مفکر پاکستان علامہ اقبالؒ نے نہایت تفصیل کے ساتھ اس مسئلہ پر قلم اٹھایا جس کا برصغیر کے ہر طبقہ فکر نے فوری اثر قبول کیا۔

آزادی کے بعد علماء ملت کے علاوہ سیاسی لیڈروں میں قادیانیت کے خلاف پہلی آواز سید حسین شہید سہروردی مرحوم نے اٹھائی اور ان کے مذموم عقائد اور مقاصد سے وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین مرحوم کو ایک طویل خط کے ذریعہ آگاہ کیا۔ سر ظفر اللہ خاں کی بحیثیت وزیر خارجہ پاکستان تقرری سے مذہبی حلقوں میں بالخصوص اور سیاسی گوشوں میں بالعموم بے چینی پائی جاتی تھی کیونکہ یہ حلقے اور گوشے قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں اور ناپاک عزائم سے پوری طرح آگاہ تھے۔ کیونکہ مرزا بشیر الدین محمود کا یہ بیان آنے والے خطرات کو سمجھنے کے لئے کافی تھا۔

"میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے لیکن قوموں کی منافرت کی وجہ سے عارضی طور پر الگ بھی کرنا پڑے تو یہ اور بات ہے ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائیں۔"

آزادی کے موقع پر جب ریڈ کلف کمیشن و باؤنڈری کمیشن تشکیل دیا گیا تو اس کے سامنے مرزائیوں نے اپنا الگ کیس پیش کیا اور قادیان کو "ویٹیکن سٹی" قرار دینے کا مطالبہ کیا اور قادیانیوں کی یہ الگ پوزیشن پاکستان کے مستقبل کے لئے کس قدر گراں قیمت اور خطرناک ثابت ہوئی اس سے برصغیر میں مسائل کا ایک ایسا سلسلہ شروع ہوا جس سے ملت اسلامیہ آج تک نقصان اٹھا رہی ہے۔

یہ تمام بیانات، حالات اور عزائم قادیانیوں کی بین السطور سیاست کی غمازی کر رہے تھے۔ اس کے ساتھ قادیانیوں کی اپنی "فرقان بٹالین" اور حکومت کے مختلف محکموں میں ان کا بڑھتا اثر و رسوخ اور ظفر اللہ خاں کا وزارت خارجہ پر مسلسل متمکن رہنا پاکستان کے محب عناصر کے دلوں میں عجیب و غریب شبہات پیدا کر رہا تھا۔ اور یہ سب کچھ اس امر کی غمازی کر رہا تھا کہ قادیانی پاکستان کو قادیانی سٹیٹ بنانے کی راہ ہموار کر رہے تھے۔

یہ صورت حال جیسا عرض کر چکا ہوں۔ محب وطن طبقہ کے لئے از حد پریشان کن تھی۔ اس سلسلے میں ملک بھر میں کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔ اور علماء حق نے امت مسلمہ کو قادیانیوں کے ان مذموم ارادوں سے خبردار کیا۔ اس کے ساتھ ہی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ممتاز عالم دین خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ ــــ نے مسلم لیگ کے برسر اقتدار اکابرین اور دیگر زعمائے ملت سے ملاقاتوں کا ایک سلسلہ شروع کیا۔ اور انہوں نے وزراء، سیاسی لیڈروں اور عدالت عالیہ کے بعض ججوں سے ملاقاتیں کر کے ان کو مرزائیت کی مذہبی اور سیاسی حیثیت اور اس کے خطرناک عزائم سے آگاہ کیا ان میں [illegible] کے علاوہ خواجہ ناظم الدین مرحوم، چودھری محمد علی مرحوم، سردار عبدالرب نشتر مرحوم، [illegible] بہادر خان مرحوم، شیخ دین محمد گورنر سندھ مرحوم، ملک امیر محمد مرحوم، چیف جسٹس محمد منیر، سکندر مرزا، سید ہاشم گردیزی وغیرہم شامل تھے لیکن قاضی صاحب کی سب سے اہم ملاقات خان لیاقت علی خاں وزیر اعظم پاکستان کے ساتھ تھی جو اس مضمون اور دعوت فکر کا سرعنوان ہے۔

۱۹۵۱ء کے انتخابات میں مسلم لیگ نے بعض قادیانی امیدواروں کو بھی اپنا ٹکٹ دیا۔ اور بعض مرزائی امیدوار آزاد انتخابات لڑ رہے تھے۔ قاضی احسان احمد نے اپنی جماعت مجلس احرار کے فیصلہ کے مطابق ــــ ان مسلم امیدواروں کے حق میں کام کرنے کا فیصلہ کیا۔ جن کا مقابلہ مرزائی امیدوار کر رہے تھے اور اس کے ساتھ ان مرزائی امیدواروں کی بھرپور مخالفت کا عہد کیا۔ جو لیگ کے ٹکٹ پر انتخاب لڑ رہے تھے۔ اس انتخابی مہم کے دوران خان لیاقت علی خاں مرحوم پنجاب کا دورہ کر رہے تھے۔ سیالکوٹ کے قصبہ سمبڑیال میں ایک مرزائی امیدوار انتخاب لڑ رہا تھا۔ جس کے مقابلہ میں مسلم لیگ کا امیدوار بھی موجود تھا۔ ان دنوں قاضی صاحب مرحوم بھی ضلع سیالکوٹ کا دورہ کر رہے تھے اور سیالکوٹ میں ان کا قیام ماسٹر تاج الدین انصاری مرحوم کے مکان پر تھا۔ رات کو عشاء کی نماز کے بعد خواجہ محمد صفدر صاحب (جو بفضل تعالیٰ بقید حیات ہیں) جنرل سیکرٹری مسلم لیگ سیالکوٹ، قاضی صاحب کے پاس آئے اور درخواست کی کہ اگلے روز ۴ بجے بعد از دوپہر سمبڑیال میں مسلم لیگ کا جلسہ ہے۔ جہاں خان لیاقت علی خاں بھی تشریف لا رہے ہیں۔ وہاں تشریف لے چلیں اور جلسے سے خطاب فرمائیں۔ اس جلسہ کی اہمیت وزیر اعظم کے خطاب کے علاوہ اس وجہ سے بھی بڑھ گئی تھی کہ لیگی امیدوار کا مقابلہ ایک مرزائی امیدوار سے تھا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ چونکہ مقابلہ اہم ہے۔ اس لئے قاضی صاحب کی تقریر ضروری ہے۔ قاضی صاحب نے خواجہ صاحب سے پوچھا کہ آپ نے وزیر اعظم سے پوچھ لیا ہے کہ انہیں وہاں تقریر کرنے کی دعوت دی جا رہی ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا یہ اُن کی ذمہ داری ہے چنانچہ قاضی صاحب اپنے مقامی ساتھیوں کی معیت میں سمبڑیال تشریف لے گئے اور یہ سفر انہوں نے تانگے پر طے کیا۔ اور راستے میں اگوکی کے مقام پر بھی مختصر خطاب کیا۔ قاضی صاحب ۴ بجے شام سمبڑیال پہنچے تو جلسہ کی کارروائی شروع ہو چکی تھی۔ جب قاضی صاحب جلسہ گاہ میں داخل ہوئے تو فضا مسلم لیگ زندہ باد، قاضی احسان احمد زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھی ضلعی لیگی قائدین نے بڑھ کر قاضی صاحب کا استقبال کیا چند منٹ گزرے تھے کہ وزیر اعظم بھی تشریف لے آئے تو سارے مجمع میں نعروں کی گونج پیدا ہو گئی سب سے پہلے قاضی صاحب کو تقریر کی دعوت دی گئی آپ نے اپنے بیان میں اپنی جماعت اور اس کی دینی جدوجہد کا تعارف پیش کیا اور احرار نے استحکام و دفاع پاکستان کے سلسلہ میں جو خدمات

انجام دیں اس کا ذکر کیا۔ امت مرزائیہ کی مذموم دینی و سیاسی سرگرمیوں کا مختصر احوال بیان کیا۔ آپ کی تقریر کی لذت اور نوائے گرم سے سامعین جھوم جھوم رہے تھے۔ آپ کے بعد وزیر اعظم کا تاریخی خطاب ہوا۔ جلسہ کے اختتام پر وزیر اعظم نے ایک لیگی رہنما سے پوچھا کہ "یہ مولوی صاحب کون ہیں؟" غالباً خواجہ صاحب نے ہی وزیر اعظم سے قاضی صاحب کا تعارف کرایا جس پر خان لیاقت علی خان نے خواہش ظاہر کی کہ چند گھنٹوں میں سیالکوٹ کے جس جلسہ عام سے وہ خطاب کر رہے ہیں۔ اس سے قاضی صاحب بھی خطاب فرمائیں۔ قاضی صاحب نے خان صاحب مرحوم علیہ کی دعوت قبول فرمائی۔

اسی روز شام سیالکوٹ شہر میں مسلم لیگ کا ایک تاریخی اجتماع تھا جونہی اہل شہر کو معلوم ہوا کہ احرار کی طرف قاضی صاحب ہی تقریر کرنے والے ہیں تو لوگوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ لگ گئے۔ وزیر اعظم اور قاضی صاحب کی زبردست تقاریر ہوئیں اور اسی جلسے میں وزیر اعظم نے اپنا یہ تاریخی فقرہ کہا تھا۔

"آپ ملک کو اندرونی دشمنوں سے محفوظ رکھیے میں ملک کو بیرونی دشمنوں سے محفوظ رکھوں گا۔"

جلسہ کے دوران نعرہ ہائے تکبیر، اور لیاقت علی خان، قاضی صاحب، مسلم لیگ، ختم نبوت کے فلک شگاف نعرے لگائے گئے۔ جلسہ کے اختتام پر قاضی صاحب نے بڑھ کر لیاقت علی خان سے مصافحہ کیا اور عرض کیا کہ "میں آپ سے بعض اہم امور پر تبادلہ خیال کرنا چاہتا ہوں" جس پر لیاقت علی خان نے کہا کہ آپ ابھی میرے سیلون میں تشریف لائیں قاضی صاحب نے کہا کہ آدھ گھنٹہ میں حاضر ہوتا ہوں۔!

قاضی صاحب نے فوراً اپنے ایک عزیز جو وہاں ایک بنک میں کام کر رہے تھے کے وہاں پہنچے قادیانیت کے لٹریچر کا ایک بڑا صندوق جس میں مرزا غلام احمد قادیانی کی تصانیف شامل تھیں اور اس کے علاوہ دوسرا لٹریچر بھی تھا۔ اپنے عزیز موصوف کو اٹھانے کو کہا۔ دونوں صندوق کے ساتھ اسٹیشن پہنچے جہاں وزیر اعظم کا سیلون کھڑا تھا پلیٹ فارم پر وزیر اعظم کو رخصت کرنے کے لئے صوبہ بھر کے ممتاز مسلم لیگی لیڈر موجود تھے اور اس انتظار میں ہی تھے کہ کب وزیر اعظم انہیں شرف باریابی بخشتے ہیں جب قاضی صاحب اسٹیشن پر ہجوم کو چیرتے ہوئے وزیر اعظم کے سیلون کی طرف بڑھے تو نواب صدیق علی خان نے کہا کہ وزیر اعظم آپ کا انتظار کر رہے ہیں آپ نے دیر کر دی۔

قاضی صاحب! اپنے صندوق کے ساتھ جب سیلون میں جانے لگے تو صدیق علی خان نے کہا کہ ملاقات کے لئے دس منٹ مقرر ہیں حفاظتی گارڈ نے قاضی صاحب، ان کے عزیز اور صندوق کی روایتی چیکنگ کی لیاقت علی خان نے اپنی نشست کے ساتھ قاضی صاحب کو بٹھایا آپ نے ابتدائی بات چیت میں اپنی جماعت سے متعلق بعض غلط فہمیوں کا ازالہ کیا اور جماعت کی دفاع پاکستان کے سلسلے میں کوششوں سے آگاہ فرمایا آپ نے ملک میں منعقد کی جہاد کانفرنس کے انعقاد کے شاندار نتائج سے بھی وزیر اعظم کو آگاہ کیا اس کے بعد آپ نے قادیانیت کے پس منظر ان کے مذموم مذہبی اور سیاسی نظریات سے وزیر اعظم کو آگاہ کرنا شروع کیا آپ نے ان کے سیاسی عزائم کی ایک بھرپور جھلک بیشتر حوالوں سے ان کے سامنے رکھی اور پھر قادیانیوں کی "تذکرہ" دکھائی جس میں لکھا تھا کہ :-

"نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رات کا چاند تھے اور میں مرزا غلام احمد چودھویں رات کا چاند ہوں ..... تذکرہ"

خان لیاقت علی خان نے اس جگہ پر خود اپنی پنسل سے نشان لگایا اور اس کے بعد مرزا بشیر الدین محمود کی وہ سب تصانیف اور حوالے دکھائے گئے جن میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمۃ الزہرا حضرت حسنین اور دیگر اہل اللہ کے خلاف توہین آمیز کلمات موجود تھے لیاقت علی خان ان تمام حوالوں کو خود انڈر لائن کرتے گئے اور وہ کتابیں اپنی میز پر رکھوا دیں جب قاضی صاحب نے لیاقت علی خان کو اکمل قادیانی کے یہ شعر دکھائے۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں (استغفر اللہ)

تو قاضی صاحب خود زار و قطار رو رہے تھے لیاقت علی خان کی آنکھیں بھی ڈبڈبا گئیں اور بیشتر دوسرے مذہبی اور سیاسی حوالے دیکھنے کے بعد قاضی صاحب سے فرمایا کہ قاضی صاحب آپ اسی سیلون میں میرے ساتھ کراچی چلیں" قاضی صاحب نے اپنے طے شدہ باقی پروگراموں کو منسوخ کرنے کی بناء پر ساتھ چلنے سے معذرت چاہی البتہ وعدہ کیا کہ چند روز تک کراچی حاضر ہو کر مزید ملاقات کریں گے قاضی صاحب کی لیاقت علی خان سے یہ ملاقات ۴۵ منٹ جاری رہی اور رخصت ہوتے وقت لیاقت علی خان نے قاضی صاحب کو یہ الفاظ کہے کہ "مولانا آپ نے اپنا فرض ادا کر دیا اب دعا دیں اللہ تعالیٰ مجھے اپنا فرض ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔"

ایک ملاقات میں چودھری محمد علی سابق وزیر اعظم جن سے قاضی صاحب کے تعلقات انتہائی عزیزانہ ہو گئے تھے، نے کراچی میں قاضی صاحب سے کہا کہ جب سے لیاقت علی خان نے آپ سے ملاقات کی ہے اب کیبنٹ میٹنگ میں ظفر اللہ خان کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے بلکہ ایک میٹنگ میں ظفر اللہ خان کو ان الفاظ سے لیاقت علی خان نے مخاطب ہو کر کہا:-

"میں جانتا ہوں کہ آپ ایک خاص جماعت کی نمائندگی کرتے ہیں۔" اس کے تھوڑے عرصے بعد پاکستان کے اس مرد جلیل کو انتہائی پراسرار حالات میں شہید کر دیا گیا قاضی صاحب نے ان کی شہادت کے بعد انکشاف کیا کہ لیاقت علی خان کا پروگرام تھا کہ قادیانیوں کو ایک سیاسی جماعت کی حیثیت دے کر خلاف قانون قرار دے دیا جائے لیکن زندگی نے مہلت نہ دی اور اسی ملاقات کے بعد لیاقت علی خان کو ایک گہری سازش کے تحت شہید کر دیا گیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:

تراشے

از قلم: عطاءالرحمٰن رحمانی۔ خانوخیل۔ ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان

(۱)

ایک شخص قیامت کے دن پیش ہوگا۔ جب وہ اپنی طرف نظر کرے گا۔ تو اپنے اندر اس کو کوئی خاص قسم کی نیکی نظر نہیں آئے گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا۔ کہ اے فلاں! اپنے عمل کی وجہ سے جنت میں جا۔ وہ شخص عرض کرے گا۔ الٰہی میں نے وہ کونسا عمل کیا؟ ارشاد ہوگا۔ کہ تو جب رات کو سو رہا تھا تو کروٹ بدلتے ہوئے تو نے کہا "اَللّٰہ" مجھ پر نیند غالب آگئی، تو بھول گیا لیکن ہم اونگھ اور نیند سے پاک ہیں ہم نہیں بھولے۔

(تفسیر کبیر للفخر الرازیؒ)

(فائدہ) معلوم ہوا کہ کسی بھی نیکی کو معمولی نہیں سمجھنا چاہیئے۔ بلکہ ہر نیکی کو حاصل کرنے کے لیے حرص کرنا چاہیئے۔ معلوم نہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کونسی نیکی مقبول ہوکر باعث نجات ہو جائے۔

(۲)

نوشیرواں ایک دن شکار کے لیے نکلا۔ گھوڑے کو بہت تیز دوڑایا اس لیے لشکر سے علیحدہ ہوگیا۔ سخت پیاس کی وجہ سے ایک باغ کی طرف گیا جس میں انار کے درخت بھی تھے۔ باغ میں ایک لڑکا موجود تھا۔ اس سے کہا کہ مجھے ایک انار دو۔ اس نے انار لاکر دیا۔ نوشیرواں نے اس انار کے دانے نکال کر نچوڑا۔ تو اس سے بہت سا پانی نکلا۔ اس نے پیا۔ تو اس کو بہت ہی پسند آیا۔ دل میں ارادہ کیا کہ اس باغ کو قومی ملکیت میں لے لینا چاہیئے پھر اس لڑکے سے کہا کہ ایک اور انار لاؤ۔ وہ لایا اس کو نچوڑا تو بہت ہی خراب نکلا اور پانی بھی کم نکلا نوشیروان نے لڑکے سے پوچھا۔ کہ یہ انار اس طرح کیوں نکلا تو لڑکے نے جواب دیا کہ شاید بادشاہ وقت نے ظلم کا عزم کیا ہے۔ تو اس کے ظلم کی نحوست کی وجہ سے یہ انار اس طرح ہوگیا۔ نوشیروان نے اپنے دل میں اس ظلم سے توبہ کی اور کہا کہ ایک اور انار لاؤ۔ وہ انار لایا۔ اس کو نچوڑا تو وہ پہلے انار سے بھی بہت عمدہ تھا۔ تو نوشیروان نے لڑکے سے کہا کہ یہ حالت کیوں تبدیل ہوگئی؟ لڑکے نے کہا کہ شاید بادشاہ وقت نے عزم ظلم سے توبہ کرلی۔ نوشیروان نے جب لڑکے سے یہ واقعہ سنا اور اس کو اپنے دل کی حالت کے مطابق پایا۔ تو ظلم سے مکمل طور پر توبہ کرلی اور عدل وانصاف کی دنیا میں آج تک اس کا نام باقی ہے

(تفسیر کبیر للفخر الرازیؒ)

(فائدہ) بادشاہِ وقت اگر ظالم ہو تو اس کے ظلم کی نحوست سے نباتات تک بھی محفوظ نہیں رہتے۔ جس طرح کہ عدل وانصاف کی برکت سے ہر چیز کی فراوانی اور اطمینان وسکون نصیب ہوتا ہے۔ اس سے مراد صرف ایک شخص نہیں بلکہ ہر وہ شخص جس کے ہاتھ میں میزان عدل ہو۔

(۳)

ایک عابد اور ایک عالم کا آپس میں اللہ کی رضا کے لیے تعلق تھا شیاطین نے ابلیس سے کہا کہ ہم ان دونوں کو جدا کرنے میں کامیاب نہیں ابلیس نے کہا کہ ان دونوں کے لئے میں ہوں۔ عابد کے راستہ پر بیٹھ گیا۔ وہ عابد جب گزرتے ہوئے ابلیس کے قریب پہنچا تو ابلیس ایک بہت بڑے بزرگ کی شکل میں اس کے سامنے کھڑا ہوگیا اور کہا کہ مجھے ایک اشکال ہے اور میری خواہش ہے کہ آپ سے پوچھ لوں۔ عابد نے جواب دیا کہ پوچھو۔ اگر معلوم ہوا تو بتا دوں گا۔ ابلیس نے کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ کو یہ طاقت حاصل ہے کہ تمام آسمان و زمین، پہاڑ، درخت، پانی ایک انڈے میں کردے اور اس انڈے میں کمی زیادتی بھی نہ کرے۔ عابد نے تعجب سے کہا کہ اس انڈے میں کمی زیادتی بھی نہ کرے۔ عابد ٹھہرا تو شیطان نے کہا کہ آپ جائیں۔ پھر ابلیس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس کو تو میں نے ہلاک کر دیا کہ اللہ کے معاملہ میں شک کرنے والا بنا دیا۔ پھر ابلیس عالم کے راستہ میں بیٹھ گیا۔ وہ گزرنے لگا تو ابلیس نے اس سے بھی یہی سوال کیا۔ عالم نے کہا کہ ہاں! ابلیس نے عالم کو شک میں ڈالنے کے لئے کہا کہ "اس انڈے میں کمی زیادتی بھی نہ کرے"۔ عالم نے جھڑکتے ہوئے کہا کہ ہاں! ارشادِ خداوندی ہے انما امرہٗ اذا اراد شیئًا ان یقول لہٗ کن فیکون ‎ؔ ع یعنی بس اس کی شان تو یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس چیز کو کہہ دیتا ہے کہ ہوجا۔ وہ ہو جاتی ہے (ترجمہ سبحان اللہؒ فسأل اللّٰہ العصمۃ (آکام المرجان للشیخ محمد بن عبداللہ الشبلی الحنفی)

(فائدہ) ترمذی میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ بھاری ہے۔ باری تعالیٰ جل شانہٗ شیطان کے مکر و فریب سے پناہ دے۔ آمین ثم آمین

مرزائیوں کا نماز جنازہ قطعاً حرام اور ناجائز ہے۔

از: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

حضرت مفتی صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم

پچھلے دنوں ایک مرزائی ہری پور ضلع ہزارہ میں مرگیا اس کو اسکے رشتہ دار موضع ددا تحصیل مانسہرہ لائے۔

اس کے بعد اہل اسلام جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر کامل ایمان رکھتے ہیں انہوں نے جنازہ پڑھا اس کے بعد اس کا جنازہ مرزائی جماعت نے پڑھا مانسہرہ کے متعدد علماء نے یہ فتویٰ جاری کیا کہ جن مسلمانوں نے مرزائی کا جنازہ بحیثیت مسلمان ہونے کے پڑھا۔ ان پر شرعی حدود کے تحت اپنی عورتوں کے نکاح فسخ ہو چکے ہیں۔ انہیں دوبارہ اپنے نکاح کو درست کرنا چاہیے اسکے بعد ایک جامع مسجد کے خطیب نے فتویٰ جاری کیا کہ چونکہ مرزائی ایک مخلص تھا۔ اس لیے ان لوگوں پر اسلامی حدود عائد نہیں کی جاسکتی۔ اس لیے اس معاملہ پر اسلامی حدود کے اندر روشنی ڈال کر فتویٰ جاری کیا جائے کہ کیا خطیب کا یہ فیصلہ قابل احترام ہے یا خطیب بھی قابل سرزنش ہے۔

شکریہ

العارض مولوی محبوب الرحمٰن رحمانی خادم ختم نبوت
خطیب جامع کارسرکل جناح کالونی ایبٹ آباد۔

ج: مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار باجماع اہل اسلام کافر اور زندیق و مرتد ہیں۔ اور کسی کافر کا جنازہ جائز نہیں پس جن لوگوں نے مرزائی مرتد کا جنازہ پڑھا اگر وہ اس کے کافرانہ عقائد سے واقف نہیں تھے۔ یا انہیں یہ مسئلہ معلوم نہیں تھا کہ کسی غیر مسلم کا جنازہ شرعاً جائز نہیں تب تو یہ لوگ گنہ گار ہوئے ان کو خدا تعالیٰ کے سامنے توبہ کرنی چاہیئے۔

اور اگر ان لوگوں نے مرزائی مرتد کو مسلمان سمجھ کر اس کا جنازہ پڑھا تو یہ سب کے سب لوگ ایمان سے خارج ہو گئے۔ کیونکہ مرزائیوں کے کافرانہ عقائد کو اسلام سمجھنا کفر ہے۔ ان لوگوں پر لازم ہے کہ اپنے ایمان کی تجدید کریں اور اپنے نکاح بھی دوبارہ پڑھوائیں اور اگر کسی نے حج کیا تھا تو دوبارہ حج بھی کرے۔

جامع مسجد کے خطیب صاحب کا یہ کہنا کہ "چونکہ مرزائی مخلص تھا اس لئے ان لوگوں پر اسلامی حدود عائد نہیں کی جا سکتی" بہت ہی افسوسناک ہے۔ کیا کسی "مخلص کافر" کا جنازہ شرعاً جائز ہے؟ اور مرزائی تو کفر و نفاق اور زندقہ و ارتداد میں "مخلص" ہیں ان کا جنازہ قطعاً حرام اور ناجائز ہے۔ اور جو شخص اس کو جائز کہے وہ بھی ایمان سے خارج ہے۔ اگر فی الواقع خطیب صاحب نے یہ بات کہی ہے تو ان کو لازم ہے کہ وہ بھی اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کریں اور مسلمانوں پر لازم ہے کہ جب تک یہ خطیب صاحب اپنی بات سے توبہ نہیں کرتے ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ واللہ اعلم

(محمد یوسف)

س: کیا مرزائیوں کے کھانے پینے والے برتن مسلمانوں کے برتنوں سے الگ کرنا شرعاً کیسا ہے؟

ج: مرزائی، زندیق اور مرتد ہیں، ہندوؤں، سکھوں اور چوہڑوں اور چماروں سے بدترین ہیں۔ ان کے برتن مسلمانوں کے برتنوں سے الگ کرنا بالکل صحیح ہے۔

(قسط ۲۱)

ربوہ کانفرنس، دوسرا اجلاس

ضبط و ترتیب: منظور احمد الحسینی

۱۹۵۳ء کے اندر تیتیس مسلمان شہید ہوئے تھے نوجوانوں نے لاٹھیاں کھائی تھیں علماء جیلوں میں گئے تھے وہ ہستیاں وہ صورتیں اور وہ بزرگ جو آج ہم سے بچھڑ گئے ہیں خداوند تعالیٰ اُن کی قبروں کو منور کرے جنہیں دیو بند کے علماء بریلوی مکتب فکر کے علماء اہل حدیث اور شیعہ مکتب فکر کے علماء اور اُن کے ساتھی شامل تھے پوری امت کی یک جہتی. پوری اُمت کے اتحاد اور پوری امت کی قربانی کے بعد ۱۹۷۴ء میں یہ مسئلہ جا کر حل ہوا تھا. یہ کوئی افسانہ نہیں ہے یہ حقیقت ہے (میری موجودہ حکومت کے افسران اور انکے کارکن یہ بات نوٹ کریں) کہ ختم نبوت کے اس قافلے نے اور حضرت بخاریؒ کے فداکاروں نے اور اُمت مسلمہ کے اُن شہیدوں نے نہ صرف یہیں پہ مساجد اور مراکز بنائے ہیں بلکہ بخاریؒ کے غلاموں کے قدموں کے صدقے حکومت کے افسران نے بھی کام کیا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ صدر ایوب خاں کو میں نے ایک دفعہ کہا تھا کہ میں آپ کے ہاتھ پر بطور پیر کے بیعت کروں گا اگر آپ ربوہ میں ایک رات رہ کر دکھا دیں حالانکہ اُس وقت آپ ملک کے صدر ہیں لیکن آپ کی بھی مجال نہیں کہ آپ اس بستی کے اندر ایک رات ٹھہر سکیں. آپ کے مجسٹریٹ ڈپٹی کمشنر وں . کمشنروں اور آپ کے دیگر افسران کی مجال نہیں ہے کہ اس شہر اور بستی میں داخل ہو سکیں۔

یہ بات ہائی کورٹ کے ریکارڈ میں بطور شہادت موجود ہے کہ جب یہاں پہلی دفعہ پولیس چوکی قائم ہوئی تھی تو تین سال گزر جانے کے بعد نشتر میڈیکل کالج کے لڑکوں کا حادثہ ہوا تھا. صمدانی صاحب تشریف لائے تھے. یہاں ابھی روزنامہ مشرق لاہور کے آئے ہوئے میرے ایک عزیز نمائندہ کہیں بیٹھے ہیں وہ میری اس بات کی تصدیق کریں گے کہ صمدانی صاحب نے اُس پولیس چوکی کو بھی گزٹ کیا تھا اور انکے انچارج سے پوچھا تھا کہ تین سال میں یہاں کتنے مقدمے درج ہوئے ہیں تو اس نے کہا کہ حضور! میں اور میرا عملہ تنخواہ تو گورنمنٹ سے لیتے ہیں لیکن آج تک یہاں کوئی رپورٹ اور کوئی مقدمہ درج نہیں ہوا. اس لئے اس بستی اور اس شہر میں پاکستان کی حکومت نہیں بلکہ انکی اپنی حکومت ہے۔

اس مسئلے کے بارے میں بڑا دردناک پس منظر ہے بے شمار قربانیاں ہیں. میں اُمت مسلمہ کے اور تمام مکاتب فکر کے اُن علماء کو جو مجلس تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں شریک تھے اور ۱۹۷۴ء میں شریک تھے. اُن کو سلام پیش کرتا ہوں اللہ ان کے لئے دعا کرتا ہوں کیونکہ انکے اتحاد و اتفاق اور قربانیوں سے یہ مسئلہ حل ہوا تھا

ہم نے مساجد بنائیں ہماری ریلوے اسٹیشن پہ جب پہلی مسجد تعمیر ہوئی تو بارہ ہزار روپے کے خرچے سے ہم نے وہاں لاؤڈ سپیکر لگایا اور آٹھ ہارن اُسکے اوپر نصب کئے. اس سے ہماری نیت تھی کہ اگر ربوہ والوں کا لاؤڈ سپیکر ساری بستی میں آواز دے تو ہمیں بھی اس بستی میں حق حاصل ہے کہ ہماری آواز بھی ہر گھر میں جائے البتہ ہم نے مولانا خدا بخش صاحب جو ہمارے پہلے ربوہ کے خطیب تھے اور ہمارے مولانا اللہ وسایا صاحب جو ان کے بعد خطیب رہے اور جو بزرگ بھی وہاں جمعہ پڑھاتے رہے اُنکی خدمت میں یہ عرض کیا کہ کوئی ناشائستہ زبان کوئی بیہودہ کلمہ تمہاری زبان سے نہ نکلے اور اسی طرح کوئی بد امنی یہاں نہ ہونے پائے ربوہ کے رہنے والے مرزائیوں میں اور ملک کے دوسرے حصے میں رہنے والے مرزائیوں میں ایک فرق ہے۔

یہ جو ربوہ سے باہر رہتے ہیں وہ دور کے ڈھول سہانے کے مصداق ہیں وہ ان (ربواہیوں) کے بڑے عقیدت مند ہیں اور جو مرزائی ربوہ کے اندر رہتے ہیں وہ اس خاندان کی پوری حقیقت سے آگاہ ہیں. بے شمار باتیں ناگفتنی ہیں اور راز ہیں میں بتا نہیں سکتا آج صدر ضیاء الحق اگر ربوہ

کے رہنے والے باشندوں کو ان کے مکانوں کی ملکیت کے حقوق دیدیے تو آدھے ربوے والے مسلمان ہو جائیں اور ہمارے مطالبات میں جیسا کہ قرارداد میں آئیں گی ایک یہ مطالبہ بھی آ رہا ہے کہ یہ ملک پاکستان ہے اور یہ شہر بھی پاکستان کا حصہ ہے یہ پاکستان کا حصہ یا کوئی غیر علاقہ نہیں ہے اس شہر کے اندر جتنی آبادی ہے اُن میں سات آٹھ ہزار ہمارے مسلمان ہیں چاہے وہ دوروزی کرنے والے پٹھان ہیں چاہے وہ مزدور ہیں چاہے وہ کسی پیشے سے تعلق رکھتے ہیں اور اب تو اللہ کا فضل ہے کہ یہاں کی ٹاؤن کمیٹی کے چودہ ممبر ہیں اور سارے کے سارے مسلمان ہیں۔

یہ وہ شہر تھا جس کو یہ (قادیانی) اپنا شہر سمجھتے تھے اپنا قلعہ سمجھتے تھے اپنی جاگیر سمجھتے تھے اور "مودی" کی غلا" سمجھتے تھے الحمد للہ کہ مجلس نے ان کا زور توڑ دیا ہے۔ میں آج ہی ایک جگہ واقعہ سنا رہا تھا کہ کچھ عرصہ پہلے یہاں کے حالات یہ تھے کہ میرے فیصل آباد شہر کے ۲ نوجوان ہماری غلام رسول جنڈیالوی ہمارے ایک اخبار نویس اب فوت ہو چکے ہیں ان کا بیٹا اور اس کا ایک دوست گھر سے نکلے (جیسے بچے نکل آتے ہیں) چنیوٹ اترے، چنیوٹ کی سیر کی چنیوٹ سے ربوہ پہنچے ربوہ کی سیر کی بس پر سواری کے لئے جانے لگے کہ اب سرگودھا جائیں گے وہاں کی سیر کریں گے خدا جانے آگے پنڈی جانے کا ارادہ تھا یا مری جانے کا ارادہ تھا بچے گھر سے نکلے ہوئے تھے جیسے بچے گھر سے نکل جاتے ہیں ایسے وہ بھی نکلے ہوئے تھے، یہاں حکومت کے مقابلے میں ایک حکومت قائم ہے یہاں (ربوہ میں) ایک سیکرٹریٹ ہے حکومت کے جو مختلف سیکرٹریٹ ہوتے ہیں ان کا نام وزارت ہوتا ہے انہوں نے اس کا نام نظارت رکھا ہوا ہے نظارت تعلیم، نظارت زراعت نظارت خارجہ، نظارت داخلہ اور اسی طرح ان کا یہاں ایک نام نہاد چیف سیکورٹی آفیسر بھی ہوا کرتا تھا یہاں ٹانے کے لوگ بیٹھے ہونگے وہ جانتے ہونگے کہ ان کے گاؤں میں ایک بھانبڑی نامی شخص مرا تھا اس کی لاش مسلمانوں نے مسلمانوں کے قبرستان میں تین دن تک دفن نہیں ہونے دی اس کا صاحبزادہ یہاں ربوہ میں چیف سیکورٹی آفیسر تھا اس نے ان دونوں بچوں کو پکڑ لیا تین دن اُن کو یہاں انٹروگیٹ کرتے رہے کہ تمہیں کس نے بھیجا کیوں بھیجا، جاسوسی کے لئے بھیجا انہوں نے کہا جی لوگوں کا تم نام لیتے ہو ان کو ہم جانتے ہی نہیں ہم تو نوجوان لڑکے ہیں گھر سے پیسے نکالے ہیں اور پیسے نکال کر سیر کر رہے ہیں چنیوٹ دیکھا ربوہ دیکھا سرگودھا دیکھیں گے آگے جو بڑا شہر آئے گا وہ دیکھیں گے مری پشاور وغیرہ دیکھیں گے اور پھر گھر چلے جائیں گے تین دن کے بعد انہوں نے ان دونوں بچوں کو قتل کیا اور قتل اس طرح کیا کہ پہلے ان کے بازو کاٹے تھے پھر ٹانگ اس طرح تڑپا تڑپا کر انکو مارا گیا لیکن کوئی رپورٹ نہ لکھی گئی جس لڑکے کا باپ اخبار نویس تھا اس نے بڑی کوشش کی لیکن ان کا خون ضائع گیا اور ان کا کوئی نام نشان اور پتہ نہ نکل سکا۔ اسکے علاوہ اور کئی لمبی داستانیں ہیں کہانیاں بھی ہیں ابھی کل ہی کی بات ہے ہمارے مرکز کے فون پر قاری منیر احمد بیٹھے ہوئے تھے صبح صبح ایک مظلوم نسوانی آواز آئی کہ "یہ ختم نبوت کا دفتر ہے" قاری صاحب نے کہا کہ ہاں۔ اس عورت نے کہا کہ "خدا کے واسطے ہم مظلوم ہیں ہماری مدد کرو" قاری صاحب نے کہا بی بی! آپکا نام کیا ہے اور گھر کہاں؟ اس نے کہا کہ ہم اتنے مظلوم ہیں نہ نام بتا سکتی ہوں نہ میں اپنا گھر بتا سکتی ہوں، میری جوان بچی کو انہوں نے قتل کر دیا ہے۔ قتل کرنے کے بعد زہر کے افسانے گھڑ رہے ہیں کہانیاں بنائی جارہی ہیں اور ہمیں دبایا جا رہا ہے انہوں نے مجھے فیصل آباد ٹیلیفون کیا میں نے مولانا اللہ وسایا صاحب کو کہا کہ کوئی مظلوم انسان ربوہ میں چاہے وہ قادیانی ہو یا چوڑا ہو ہم اس کی بلاتمیز مذہب و قوم مدد کریں گے اور اسکے لئے قربانی دیں گے چاہے ہمیں جتنی بڑی قربانی دینی پڑے میں مسجد میں بیٹھا ہوا ہوں اور اللہ تعالیٰ کو گواہ کر کے کہتا ہوں اور مرزا طاہر قادیانی! میں تجھے چیلنج کرتا ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام اور ناموس پر جان دینے کیلئے تیار ہوں کہ چاہے ضیاء الحق اس شہر میں رہنے والوں کو ملکیت کے حقوق دیدے اور چاہے مرزا طاہر تو دیدے اور اس کے دوسرے دن ریفرنڈم کرا، میں تیرے مقابلہ میں کھڑا ہوں گا میں دیکھوں گا کہ ووٹ تجھے زیادہ ملتے ہیں یا مجھ کو زیادہ ملتے ہیں

ع یہ بازی ہم بارتیں یا بائے بازی

یہاں ایک پرچہ الفضل نکلتا ہے اُس نے ایک مقالہ لکھا ہے "او میرے اخبار نویس بھائیو! آپ کے لئے بھاشن دیا ہے کہ" ہمارے خلاف اخبار والے جھوٹ بول رہے ہیں اور انتشار والی خبریں دے رہے ہیں کہ ربوہ والوں میں اختلاف پڑ گیا ہے یہ سراسر جھوٹ ہے اور یہ جھوٹ آج نہیں کہا گیا سو سال سے ہمارے خلاف بولا جا رہا ہے کہ ہم میں بڑی پھوٹ پڑ گئی ہے" ہمارے صحافیوں اور اخبار والوں کو کہتے ہیں کہ تم جھوٹا پروپیگنڈہ چھاپ رہے ہو میں تم سے پوچھتا ہوں کہ جب تمہارا پہلا سربراہ نورالدین مرا تھا مولوی محمد علی نے اختلاف کر کے علیحدہ لاہوری جماعت بنائی تھی یا نہیں؟ کیوں جی وہ بیچارے بنائی تھی یا اختلاف کر کے؟ (اختلاف کر کے) میرا خیال

ہے کہ مرزا محمود نے مولوی محمد علی کے پھول ڈالے ہوں گے اور مولوی محمد علی نے مرزا صاحب کو ہار ڈالے ہوں گے اور دو پارٹیاں کریں شاید یہ پیار اور محبت کی ایک شکل تھی۔

پھر جب مرزا محمود قادیانی یہاں ربوہ میں مرا اس کی موت کے فوراً بعد یہاں سے سینکڑوں نوجوان نکلے اور انہوں نے "حقیقت پسند پارٹی" بنائی وہ تم سے پیار کرکے گئے تھے یا اختلاف کرکے۔ احمدیہ پاکٹ بک کا مصنف عبدالرحمن خادم اس کا سگا بھائی راحت حسین ملک یہ حقیقت پسند پارٹی کا آدمی ہے اس نے ایک کتاب لکھی ہے میرا دوست ہے وہ میرے پاس آتے رہے اور مجھے ملتے رہے جتنا میں اندر کی باتوں سے واقف ہوں اتنے تم اپنے گھروں کے واقف نہیں ہو۔ میں کیا کروں — یہ دنیا کے اندر امریکہ بہادر کا راج ہے روس بہادر کا راج ہے۔ امریکہ اگر چاہے تو آٹھ کروڑ عربوں کو مروا کر فلسطینیوں کو ذبح کرا دے اور تیس لاکھ اسرائیلیوں کی حکومت کو دنیا کے اندر قائم بنوا دے (قادیانیو!) تم بھی اسی لائن پر چل رہے ہو اور ہم کسی خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہیں ہم بھی غافل نہیں ہیں نہ ہوں گے اور (انشاء اللہ) ہم اپنی تنظیم میں جھول نہیں آنے دیں گے۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ بچھو کا بیٹا بچھو ہوتا ہے اور سانپ کا بیٹا سانپ ہوتا ہے ہمیں پتہ ہے تمہاری سکیمیں کیا ہیں جسطرح افریقہ میں انہوں نے جنوبی افریقہ کا اسرائیل قائم کیا جسطرح عربوں کے اندر یہودیوں کا اسرائیل قائم کیا اس برصغیر کے اندر بھی وہ اپنا اسرائیل بنانا چاہتے ہیں اور ان کے مہرے تم ہو میرے سینے میں اتنے راز ہیں اے کاش! کوئی دردمند حکمران مجھے ملے میں اس کو بتاؤں کہ یہ قادیانی تمہارے خلاف کہاں کہاں اور کیا کیا سازشیں کر رہے ہیں۔

راحت ملک (عبدالرحمن خادم کا سگا چھوٹا بھائی ہے۔ یہ خادم مرزائیت کا قلم اور ستون تھا جس نے ۱۹۵۳ء انکوائری کورٹ میں قادیانیوں کا کیس لڑا) اس نے ایک کتاب لکھی "ربوہ کا مذہبی آمر" اس کتاب کی صرف ایک عبارت پڑھ کر سناتا ہوں اور اپیل کرتا ہوں کہ لفظ یاد کرکے جائیے! اور ساری عمر یاد رکھیو اور اپنی نسلوں کو بھی یاد کرا جائیو کیونکہ اس نوجوان نے جو کچھ لکھا ہے اسکی اپنی آپ بیتی ہے۔

اس نے لکھا ہے:-

"ربوہ میں ہم 'واقف زندگی' ہو کر آئے تھے (واقف وقف کرکے) اور واقف حال ہو کر نکلے جو کچھ ہم نے اور ہماری آنکھوں نے ربوہ میں دیکھا اسکو اپنے اندر آنکھ سمو نہ سکی اور جب سمو نہ سکی تو دل میں آ نہ سکی اور جب دل میں آئی تو زباں پر نہ آ سکی اور جب زبان پر آئی تو ہم کسی کو سنوا نہ سکے"

میری تمنا ہے کہ ہر پڑھے لکھے نوجوان کو یہ فقرے یاد ہونے چاہئیں۔ یہ راحت ملک گجرات میں رہتا ہے۔ سب رنگ ڈائجسٹ نکالتا ہے حقیقت پسند پارٹی کا ممبر ہے۔ انہوں نے جو جو واقعات سنائے ہیں شائستگی، تہذیب مجھے یہاں سنانے سے روکتی ہے۔ اگر یہ جلسہ فیصل آباد میں ہوتا تو میں اور بہت کچھ سناتا اور اگر یہ جلسہ لاہور میں ہوتا تو میں اور بہت کچھ سناتا کیونکہ یہ جلسہ ربوہ میں ہے ہم چاہتے ہیں کہ یہاں کوئی ایسی بات نہ کریں جو ان کو بھی زیادہ ناگوار گزرے اور ہماری حکومت کو بھی ناگوار گزرے،

لیکن ہم تمہاری پاک دامنی کا پردہ ضرور چاک کرکے رہیں گے

اخبار نویس کو اب یہ کہہ رہے ہیں کہ خدا سے ڈرو غلط رپورٹنگ نہ کریں اور ہم مولوی کے متعلق تو شروع سے کہتے چلے آئے ہیں کہ یہ مولوی جھوٹ بولتے چلے آ رہے ہیں اور یہ خود (قادیانی) کبھی جھوٹ نہیں بکتے باوجود اتنے بڑے انتشار فساد اور جھگڑے کے پھر بھی لکھتے ہیں کہ ہمارے ہاں ربوہ میں کوئی انتشار جھگڑا نہیں ہوا۔ جس دن آپکے موجودہ ہیڈ ربوہ فوت ہوئے اور آپکی بیعت یہاں ربوے میں پڑی تھی اور تمہارا انتخاب ہو رہا تھا تو وہ مرزا غلام قادیانی کا پوتا نہیں تھا جو بس پر کھڑے ہو کر کہہ رہا تھا کہ جو کچھ اندر ہوا ہے وہ سب کچھ فراڈ ہے جھوٹ ہے اور دھاندلی ہوئی ہے یہ میرا خیال ہے مرزا رفیع تمہاری محبت اور تمہارے عشق کے افسانے بول رہا تھا۔ اور انتشار نہیں تھا اس غریب کی تم نے اپنی "عبادت گاہ" میں پٹائی کر دی لیکن ہم کیا کریں مرزا رفیع بزدل ہے ہمارے قریب نہیں آتا اور ہمارے ساتھ شامل ہو جائے تو ہم اس کو خلافت ہی دلا دیں (نعرہ ہائے تکبیر)

حقیقت پسند پارٹی کے علاوہ اور سنو۔ یہ مظہر ملتانی تمہاری کسی مرزائی عورت نے جنا تھا یا ہماری کسی مسلمان عورت نے؟ ثناء اللہ بھٹہ تیرا گرائیں ہی دس! مرزائن دا پتر سی یا کسی مسلمان عورت دا پتر سی۔ ثناء اللہ بھٹہ نے کہا کہ مرزائن دا پتر سی۔ فخر الدین ملتانی قادیانی کا بیٹا تھا اس نے جو کچھ لکھا وہ میں یہاں اس کانفرنس میں نہیں بتلا سکتا۔ تمہارے ابا

کے جو درز فضائل منظہر ملتانی نے لکھے ہیں وہ ہم یہاں بولنا نہیں چاہتے ۔

لیکن سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا
اور کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا (نعرہ ہائے تکبیر)

کبھی پوری چوری پڑھ لیا کرو اور کہیں سے نہیں ملتی تو مجھ سے منگوا لیا کرو میں تمہیں تاریخ محمودیت مہیا کر دیا کروں گا۔ آج بھی تمہارے شہر کے سینکڑوں مظلوم عورتیں۔ مظلوم مرد اور بچے میرے پاس جاتے ہیں اور میری جماعت اور میں انکی مدد کرتا ہوں اور یہاں تم جس کے ساتھ بھی ظلم کرو گے سن لو! ہم اُسکے دوش بدوش کھڑے ہو کر اسکی حمایت کریں گے (نعرہ ہائے تکبیر)

تم نے اُس مظلوم لڑکی رفاہرہ یاسمین کو جسطرح قتل کیا اور اس سلسلے میں ہم نے اُس مظلوم عورت کی مدد کی ڈیڑھ مہینے کے بعد تمہاری جہاں تک اپروچ تھی تم نے اس کی لاش نہیں اکھاڑنے دی ہماری جہاں تک اپروچ تھی وہاں تک لڑائی لڑکے اس مظلوم لڑکی کی لاش اکھڑوائی کافر کی ہو مسلمان کی ہو بچی بچی ہے مظلوم مظلوم ہے چاہے کوئی ہو انصاف کی بنیاد پر ہم مظلوموں کے حامی ہیں اور (انشاءاللہ) اس ظلم کا نتیجہ تمہیں بھگتنا پڑے گا ایک دن آئے گا کہ کوئی نہ کوئی اس ربوہ کے مظلوموں کو مکان کے مالکانہ حقوق دے گا جس دن حقوق دے دیئے گئے اگر اس دن آدھا ربوہ کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل نہ ہو تو میرا نام تبدیل کر دینا۔

آپ صدر صاحب نمازی اور پرہیزگار ہیں دو ڈھائی بجے تک رات کام بھی کرتے ہیں ہمارے دل میں آپکی بڑی عزت اور بڑا احترام ہے لیکن آپکی مثال اس شخص کی سی ہے جو پلید کنوئیں کو پاک کرنے کیلئے ڈول پہ ڈول نکال رہا ہے پسینہ سے شرابور ہے لیکن کتا اندر ہی ہے یہ کنواں کبھی پاک نہیں ہو گا۔ ہم آپکا اور آپ کی مشاورتی کونسل کا احترام کرتے ہیں لیکن جب تک مرتد کا مسئلہ اس ملک میں حل نہیں ہو گا ہم اس نظام کو اسلامی نظام نہیں مانتے۔ نہ ہم کسی کے سیاسی مخالف اور نہ ہم کسی کے سیاسی جھولی چک نہ ہم کسی کے حلیف اور نہ ہم کسی کے حریف جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وفادار ہے ہم اس کے وفادار ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا باغی، ہم اُس کے باغی ہیں نہ ہم کسی کو دھوکہ دیتے ہیں نہ کسی سے دھوکہ کھاتے ہیں ہم کھری بات کرنیوالے ہیں ہم تو عزت مدینہ والے کی کرتے ہیں اُنکی ناموس اور مقام کا تحفظ چاہتے ہیں اگر پاکستان میں مدینہ والے کی عزت محفوظ تو تم ہمارے سر کے تاج اور اگر مدینہ والے کی عزت محفوظ نہیں تو ہم کسی قسم

باقی صفحہ ۲ پر

بقیہ کفریات مرزا

اور بخدا اسے امام حسینؓ پر مجھ سے کچھ زیادہ نسبت نہیں۔ اور میرے پاس خدا کی گواہیاں ہیں پس تم دیکھ لو وانی قتیل الحب لکن حسینکم
قتیل العدی فالفرق اجلی واظہر
اور میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے پس کھلا کھلا فرق اور ظاہر ہے صفحہ ۸۱)

ناظرین کرام مرزا صاحب کی اس عبارت کو بغور ملاحظہ فرمائیں تاکہ آپ کو ان کے متعلق فیصلہ کرنے میں آسانی ہو سکتے ہیں کہ "غرض یہ امر نہایت درجہ شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے کہ حسینؓ کی تحقیر کی جائے اور جو شخص حسین رضی اللہ عنہ یا کسی اور بزرگ کی جو آئمہ مطہرین میں سے ہے تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف کا اس کی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے کیونکہ اللہ جل شانہٗ اس شخص کا دشمن ہو جاتا ہے جو اس کے برگزیدوں اور پیاروں کا دشمن ہے۔" ازدین الحق صفحہ ۸۹

از قاسم علی مرزائی

اس لئے مرزا صاحب معہ اپنی امت کے خارج از ایمان ہوئے۔

بقیہ: اداریہ

یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ مذکورہ رسالہ اس سے پہلے دو بار شائع ہو چکا ہے، لیکن قادیانی صاحبان اس کا آج تک کوئی جواب نہیں دے سکے۔ بہرحال یہ رسالہ جہاں قادیانیوں کے لئے دعوت غوروفکر ہے۔ وہاں ہمارے مسلمان بھائیوں کے لئے بھی "تازیانۂ عبرت" ہے کہ اگر کوئی شخص ہمارے باپ دادا یا ماں بہن کے حق میں وہ الفاظ استعمال کرے جو مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں استعمال کئے ہیں۔ تو ہمارا ردعمل کیا ہو گا؟

اسی سے وہ یہ فیصلہ کر سکیں گے کہ مرزا صاحب کے بارے میں ہماری ایمانی غیرت کا تقاضا کیا ہے؟

فیصلہ جیمس آباد پر

(قسط ۳)

حضرت بنوری رح کی ایک یادگار تحریر:

از: حضرت مولانا محمد یوسف بنوری نور اللہ مرقدہٗ

ظاہر ہے کہ یہ وہ احکام ہیں جن کی قدم قدم پر ضرورت ہوگی۔ اور ایک مسلمان کو خدا اور رسول کے حکم کے مطابق ان احکام کا ہر وقت خیال رکھنا ہوگا۔ اس لئے ایک مسلمان کے لئے یہ تعین ہر وقت ضروری ہے کہ فلاں شخص اپنے نظریات وعقائد کے ساتھ مسلمان ہے یا نہیں۔

اور یہ تو غیر عام مسلموں کا حکم مرتد

اور یہ تو عام غیر مسلموں کا حکم ہے۔ مرتد کی نوعیت اس سے زیادہ سنگین ہے اسلام لانے کے بعد اس سے پھر جانا۔ اسلام کے کسی قطعی حکم کا انکار کر دینا۔ یا ضروریات دین کو توڑ مروڑ کر ان کو من گھڑت معنی پہنانا شروع کر دینا یا شریعت کے کسی حکم کو طنز وتعریض کا نشانہ بنانا ارتداد کہلاتا ہے ارتداد اسلام کی نظر میں کفر اور شرک سے کہیں بڑھ کر انتہائی درجے کا سنگین جرم ہے اسلام نے جرائم کی جو فہرست مرتب کی ہے ان میں صرف تین جرم ایسے ہیں جن کے لئے سزائے موت تجویز کی ہے۔ معاشرتی جرائم میں قتل عمد سب سے بدتر جرم ہے اور سزائے موت کا موجب اخلاقی جرائم میں زنا سب سے گھناؤنا جرم ہے اور اس کے لئے رجم (سنگساری) کی سزا اور نظریاتی جرائم میں ارتداد کفر وطغیان کی آخری حد ہے اور اس کے لئے سزائے موت کا حکم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

من بدل دینہ فاقتلوہ ترجمہ جو شخص بھی اپنے دین کو بدل کر مرتد ہو جائے۔ اسے قتل کر دو۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام صلح وجزیہ کے شرائط پر کفر وشرک سے تو مصالحت کرسکتا ہے لیکن ارتداد سے مصالحت کرنے کے لئے کسی قیمت پر آمادہ نہیں۔ مرتد کے بارے میں اس کا فیصلہ یہ ہے کہ اسے تین دن کی اجازت دی جائے اس کے شبہات کا ازالہ کی کوشش کی جائے اگر وہ اسلام کی طرف پلٹ آئے تو اس کی جاں بخشی کی جائے گی۔ ورنہ اس پر سزائے موت جاری کر دی جائے گی۔ ۱

مرتد کو مہلت کے ان تین دنوں میں بھی آزاد نہیں چھوڑ دیا جائے گا۔ بلکہ نظر بند رکھا جائے گا۔ اور اس سے مکمل معاشرتی مقاطعہ (بائیکاٹ) ضروری ہوگا اور اسے آزادانہ تصرفات کی اجازت نہیں ہوگی

خلاصہ یہ کہ جس شخص کا کفر معروف ہو۔ شریعت اسلام کے مطابق اس کے ساتھ ایک لمحہ کے لئے بھی مسلمانوں کا سا برتاؤ نہیں کیا جا سکتا۔ اسے مسلمانوں کی برادری میں گھسنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی نہ اسے اسلامی برادری کے حقوق سے نفع اندوزی کا موقع دیا جاسکتا ہے۔

نکتہ سوم: مرزائی امت کے کفر وارتداد کے اسباب

فاضل جج نے قرآن مجید، احادیث نبویہ اور اجماع امت سے یہ ثابت کیا ہے کہ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ مرزا غلام احمد اور ان کے پیروؤں کے جو عقائد ونظریات ان ہی کے لٹریچر سے پیش کئے ہیں۔ اور جن کو سامنے رکھ کر فاضل جج نے مرزائیوں کے کفر وارتداد کا فیصلہ کیا ہے۔ ان کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

(جاری ہے)

---

۱ امام شافعی رح اور دوسرے ائمہ کرام کے نزدیک مرتد مرد ہو۔ یا عورت دونوں کا ایک ہی حکم ہے مگر امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک یہ صرف مرد کا حکم ہے۔ عورت کے لئے حبس دوام کا حکم ہے۔ جب تک کہ وہ توبہ نہ کرے۔

قدیم تحریریں

قسط نمبر ۷

دینِ مرزا، کفرِ خالص

کفریات مرزا

از: حضرت مولانا نور محمد صاحب

حضرت عیسٰی علیہ السلام کے معجزات کا انکار

دنیائے اسلام کا ہر ہر فرد اس امر سے واقف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حسب وعدہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو مردہ زندہ کرنے اور کوڑھیوں کے اچھا کرنے اور اندھوں کو بینا کرنے کا ایک عظیم الشان معجزہ عنایت فرمایا تھا چنانچہ اس کا تذکرہ قرآن مجید کی سورۂ آل عمران میں صاف صاف موجود ہے لیکن مرزا صاحب نے جس تمسخر و استہزاء سے معجزات بلکہ قرآنی آیات کا انکار کیا ہے اس سے بالیقین معلوم ہوتا ہے کہ آنجہانی علیہ ما علیہ کے دل میں اسلام اور ایمان کی بالکل روشنی نہیں تھی اور بے دینی و بے ایمانی سے تیرہ و تار تھا ملاحظہ فرمائیے۔ لکھتے ہیں۔

(۱) عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا اور آپ کے ہاتھ میں سوائے مکر و فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔ (انجام آتھم صفحہ ۲ حاشیہ)

(۲) یہ اعتقاد (معجزے کا) بالکل غلط اور مشرکانہ ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا بلکہ صرف عمل الترب تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لئے تالاب کی مٹی لاتا ہو جس میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی بہر حال یہ معجزہ صرف ایک کھیل کی قسم سے تھا اور مٹی درحقیقت ایک مٹی تھی جیسے سامری کا گوسالہ (ازالہ اوہام کلاں صفحہ ۱۳۳)

(۳) اگر یہ عاجز اس عمل (مسمریزم) کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا۔ (ازالہ اوہام کلاں صفحہ ۱۲۷)

(۴) یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ان پرندوں کا پرواز کرنا قرآن سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ (ازالۃ الاوہام صفحہ ۳۷)

حضرت عیسٰی علیہ السلام کی توہین و تذلیل بلکہ آیات قرآنی کا انکار اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ اس لئے تمام مسلمان اور حق پسند حضرات انصاف و غیرت ایمانی کو سامنے رکھ کر فرمائیں کہ کیا ایسے فرقہ ضالہ و مضلہ کو جس نے آیات قرآنی و معجزات انبیاء علیہم السلام کے پامال کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑا اس کے لئے بھی اسلام کا دروازہ کھل سکتا ہے۔ نہیں تو پھر کیوں مرزائیت کے کفر میں شک کیا جاتا ہے۔

حضرت مریم صدیقہ و مطہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی

عصمت و طہارت پر ناپاک اتہامات

حضرت مریم عنہا کی پاک دامنی و عفت مآبی و طہارت شعاری، پرہیزگاری و زاہدانہ و عابدانہ زندگی پر قرآن کریم نے شہادت دی اور آپ کو سیدۃ النساء کا معزز لقب عنایت فرمایا ذیل کی آیات تلاوت فرمائیے:

(۱) واذ قالت الملئکۃ یمریم ان اللہ اصطفٰک واصطفٰک علیٰ نساء العٰلمین

(۲) اذ قالت الملئکۃ یامریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ اسمہ المسیح عیسٰی بن مریم۔

(۳) والتی احصنت فرجہا فنفخنا فیہا من روحنا (الانبیاء پ)

(۴) ومریم ابنۃ عمران التی احصنت فرجہا فنفخنا فیہ من روحنا وصدقت بکلمٰت ربہا وکتبہ وکانت من

القاذفین۔

ان آیات میں حضرت مریم صدیقہ کی عصمت وطہارت و فضیلت اور بزرگی بیان کی گئی ہے اور اس وجہ سے ان لوگوں کا دل جو مومن بالقرآن ہیں، حضرت مریم کے محاسن و مناقب سے معمور ہیں۔ لیکن مرزا صاحب قادیانی نے جس بیباکی و گستاخی سے مریم صدیقہ کے دامن عصمت کو داغدار بنانے کی کوشش کی ہے اس کو دیکھ کر ایک مسلمان لرزہ براندام ہو جاتا ہے اور مرزائیت کے ایمان کی دھجیاں فضائے آسمانی میں۔ بکھری نظر آتی ہیں۔

(۱) افغان یہودیوں کی طرح نسبت اور نکاح میں کچھ فرق نہیں کرتے لڑکیوں کو اپنے منسوبوں کے ساتھ ملاقات اور اختلاط کرنے میں مضائقہ نہیں ہوتا۔ مثلاً صدیقہ کا اپنے منسوب یوسف کے ساتھ اختلاط کرنا اور اس کے ساتھ گھر سے باہر چکر لگانا اس رسم کی بڑی پکی شہادت ہے۔ (ایام صلح صفحہ ۶۵)

(۲) میں تو اس کے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں۔ کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں۔ نہ صرف اسی قدر بلکہ میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی ہمشیروں کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں۔ کیونکہ یہ سب بزرگ مریم بتول کے پیٹ سے ہیں اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا اور تعداد ازدواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی۔ یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی ہونے کے پھر کیوں مریم راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آ گئیں۔ (کشتی نوح صفحہ ۱۶)

(۳) چونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں۔

(۴) یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی تھے۔ یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی۔ (کشتی نوح صفحہ ۱۶)

ناظرین کرام: مرزا صاحب نے جس دریدہ ذہنی و اتہام طرازی سے حضرت مریم صدیقہ علیہم السلام کی عصمت و ناموس پر حملہ کیا ہے اس سے مرزا صاحب کی ایمانی کیفیت خود روشن ہو رہی ہے۔ اور مرزائیت کے کفر و ارتداد میں یہ شہادت کافی سے زیادہ ہے۔

حضرت امام حسینؓ کی شانِ اقدس میں

مرزا قادیانی کی گستاخیاں

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جلالت و مرتبت اظہر من الشمس ہے کہ نہ محتاج دلیل ہے اور نہ کسی مسلمان کا دل آپ کی محبت و رفعت سے ویران ہے مگر معلوم ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کے تیر و سناں سے کسی مقدس گروہ و مقدس ہستی کی عزت و آبرو محفوظ نہیں رہ سکی۔ اس لئے یہ غیر ممکن تھا کہ مرزا صاحب حضرت ممدوح الصدر کی توہین و تذلیل سے اپنے نامہ اعمال کی سیاہی میں اضافہ نہ کرتے چنانچہ آپ نے جن الفاظ میں حضرت امام ممدوح رضی اللہ عنہ کو یاد کیا ہے وہ آپ کے اسلام کے لئے قطعی فیصلہ ہے۔ لکھتے ہیں۔

(۱) کربلا ئیست سیر ہر آنم ۔ صد حسین است در گریبانم

(نزول المسیح صفحہ ۹۹)

(۲) اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے۔ کیونکہ میں سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک (مرزا) ہے کہ حسین سے بڑھ کر ہے۔

(دافع البلا صفحہ ۱۳)

(۳) وقالوا على الحسين فضل نفسه . اقول نعم والله ربي سيظهر ۔ اور انہوں نے کہا کہ اس (مرزا) نے امام حسن اور امام حسین سے اپنے تئیں اچھا سمجھا میں کہتا ہوں کہ ہاں میرا خدا عنقریب ہی ظاہر کر دے گا۔ (اعجاز احمدی مترجم صفحہ ۵۲)

(۴) وشتان ما بيني وبين حسينكم
فاني اؤيد كل آن وانصر

اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے کیونکہ مجھے تو ہر وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔

(۵) واما حسين فاذكروا دشت كربلا
الى هذه الايام تبكون فانظروا

مگر حسین پس تم دشت کربلا کو یاد کرو کہ اب تک تم روتے ہو پس سوچ لو (صفحہ ۶۹)

(۶) والله ليست فيه مني زيادة
وعندي شهادات من الله فانظروا

باقی صفحہ ۲۰ پر

نعت

سرمایۂ دیں ، سرمایۂ جاں سبحان اللہ سبحان اللہ
ہے نامِ محمد وردِ زباں سبحان اللہ سبحان اللہ

وہ شہرِ تمنا شہر کرم ، ہے نور اس کا عالم عالم
آنکھوں کی ضیا دل کا ارماں سبحان اللہ سبحان اللہ

طیبا نگری کا ہر منظر شانِ رسالت کا ہے مظہر
دربار پناہ عالمیاں سبحان اللہ سبحان اللہ

ہے دھڑکن دھڑکن یاد اس کی ، ہے گلشن گلشن نور اس کا
ہے نور اس کا آرائشِ جاں سبحان اللہ سبحان اللہ

فرقت میں ہیں اس کی اشک رواں اس کا کرم داماں داماں
داماں داماں ہے گوہرِ جاں سبحان اللہ سبحان اللہ

جو منزلِ حق سے بھٹکے تھے ، ظلمات میں جنکے تھے ڈیرے
وہ بن گئے رہبرِ دوراں سبحان اللہ ، سبحان اللہ

حافظ بھی ثنا خواں ہے اس کا مداحِ نبی منصب ہے ملا ۔
اندازِ کرم ہے طرزِ بیاں سبحان اللہ سبحان اللہ !

حافظ لدھیانوی